جلد 1 شمارہ 7

یادگارِ رضا

مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، تاریخی ماہوار رسالہ

بسر پرستی:

حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی مفتی قاری حاجی
شاہ محمد حامد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

باہتمام:

جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب

مطبع اہلسنّت بریلی میں چھپا اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی سے شائع ہوا

ترسیل:

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

/makhtarraza1011

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۶۱۸
۷۸۶
یادگار رضا
مذہبی۔ اخلاقی ـــــ معاشرتی ـــــ تمدنی۔ تاریخی
ماہوار رسالہ
بسرپرستی
حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی مفتی قاری حاجی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم
زیر ادارت
ابو المعانی محمد ابرار حسن صدیقی و
نائب مدیر ابو الفرح محمد علی حامدی
باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب
بمطبع اہلسنت بریلی میں چھپا اور دفتر جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی سے شائع ہوا

قواعد و ضوابط رسالہ

۱ یادگار رضا کا آغاز سال ماہ ربیع الاول شریف سے ہوا کرے گا۔

۲ ہر قمری ماہ کے پہلے ہفتہ میں رسالہ دفتر جماعت رضائے مصطفےٰ سے شائع ہوتا رہیگا۔

۳ جو اصحاب وسط سال میں خریدار ہونگے اگر اونکی خریداری نصف سال سے قبل ہوگی تو اونکو شروع سال سے خریدار سمجھا جائیگا اور پہلے ماہ کے رسائل اونکو روانہ کردیے جائینگے اور اگر نصف سال کے بعد خریدار ہونگے تو انہیں اختیار ہوگا کہ وہ شروع سال سے خریدار بنے یا سال کی پچھلی ششماہی سے۔

۴ عام چندہ سالانہ [illegible] اور ششماہی [illegible] ممبران جماعت مبارکہ سے سالانہ [illegible] اور ششماہی [illegible] لیا جائے گا۔

۵ قیمت فی پرچہ [illegible] علاوہ محصولڈاک ہوگی۔

۶ قیمت سالانہ یا ششماہی پیشگی لیجائیگی غیر ممالک سے صرف اسقدر زائد لیا جائیگا جسقدر وہاں کا محصول ہندوستان سے زائد ہے۔

۷ بجز ان اصحاب کے جو پیشگی قیمت ادا کرچکے ہیں جملہ حضرات کو پہلا پرچہ بذریعہ وی۔ پی بھیجا جائیگا اور فیس منی آرڈر رجسٹری کا اضافہ کرکے [illegible] کا وی۔ پی ہوگا۔

۸ رسالہ کسی صاحب کی خدمت میں بلا طلب وی۔ پی روانہ نہیں کیا جاسکے گا۔

۹ چندہ کی میعاد ختم ہوجانے پر اگر خریدار کیطرف سے کوئی انکاری اطلاع موصول نہوئی تو انکو سال آئندہ کا وی پی کیا جائیگا جسکا وصول کرنا اونکا اخلاقی فرض ہوگا۔ (۱۰) ہر مضمون بعد انتخاب درج رسالہ ہوسکیگا (۱۱) ہر مضمون میں مدیر کو ترمیم و تنسیخ کا اختیار رہیگا (۱۲) اگر کسی صاحب کے پاس ماہ رواں کا رسالہ نہ پہونچے تو اونکو چاہیے کہ ۱۵ تاریخ تک اس کی اطلاع دفتر میں کردیں رسالہ حاضر کردیا جائیگا اور اگر ۱۵ تاریخ کے بعد اطلاع دیگی تو رسالہ بلا قیمت روانہ نہیں کیا جائیگا۔

اجرت اشتہارات

تعداد طبع		ایک صفحہ	نصف صفحہ	۱/۳ صفحہ
۱	مرتبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	مرتبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	مرتبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۲	مرتبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اغراض و مقاصد رسالہ

اسلام کی حمایت۔ مذہب اہلسنت کی نصرت۔ مخالفین کے جواب۔ مسلمانوں کی مذہبی اخلاقی معاشرتی اصلاح

خصوصیات

۱۔۔ مضامین معتمدین علمائے اہلسنت اور بہترین اہل قلم کے درج کیے جائینگے۔

۲۔۔ زبان کی حسن و لطافت کا خاص لحاظ رہے گا۔

۳۔۔ ہر مسئلہ میں سنجیدگی و متانت سے محققانہ بحثیں ہوں گی۔

۴۔۔ مبالغہ و افراط و تفریط سے اجتناب لازم ہوگا۔

جذبات قیس

ناصر سنت جناب ہدایت یار خاں صاحب قیسؔ رضوی نوری. بریلوی
صدر جماعت رضائے مصطفےٰ

کوئی سپنے میں درس دکھا کے سکھی جیارا مورا ترپاوت ہے — موری رین کٹت ہے تڑپ تڑپ موری نینن نندیا نہ آوت ہے

برہا کی اگ لگی تن من میں جیارا مورا کلپاوت ہے — کوئی من موہن من ہر لینو تس دن سے چین نہ آوت ہے

اٹریا پیا اونچی اٹریاں کاہے شور مچاوت ہے — میں برہا کی آپ ہی ماری کاہے موکو ستاوت ہے

بالم تم ہو اونچی اٹریاں ہم چڑھیاں کھائیں لڑکیاں — بیاں پکڑ لو بیاں پروں میں تم بن چین نہ آوت ہے

پیتم اپنے دیس سدھارے جگ کو سونا کر گیو پیارے — موری کلیجہ ہوک اٹھت ہے جب تمری یاد آوت ہے

سکھیاں اپنی اپنی کنور سے اپنی اپنی کہت سناوت — اپنی بیت میں کا سے کہوں جیارا مورا بھر آوت ہے

پیتم کل کل موسے کرت ہے ہو اوس بن پل بھر جل نہ پرت — یوں ہی ونرا سے دے دے کر موری ٹوٹی آس بندھاوت ہے

بالم نیچو گھونگھٹ کھینچو نیناں ترس گئے درشن کو — کیسوں رہی سکھی میں کیسے سناؤں پی تورو سوجھاوت ہے

قادری رنگت رنگ برنگی نکھری رضوی نکھر پر نکھری — برکاتی رینی میں رچکر اور بھی رنگ رچاوت ہے

اعلیٰحضرت سگرے باجے دنیا واکو مجدد مانے — ناؤں ضیاء الدین احمد ہی جگت امام کہاوت ہے

رین اندھیری دور نگریا ندیا گہری نیا ہالے — ایسی کٹھن میں رب کی دیا سے بیڑا پار لگاوت ہے

داتا ایسی بھچھا دیجو جو بھر پور ہو دو جگت کو
قیس بھکاری تیرے آگے اب جھولی پھیلاوت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد (۱)	بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۵ھ	چندہ سالانہ ۳ عہ
نمبر ۷		قیمت فی رسالہ ۵ر

اسلام اور قربانی

(جناب نواب حمید احمد خاں صاحب ایم-اے-ایل ایل-بی- رضوی بریلوی)

نہ سوز مذہب نہ قلب عارف نہ شاعرانہ زبان باقی
زمیں ہماری بدل گئی ہے اگرچہ ہے آسمان باقی

زمانہ حال میں جبکہ ایک طرف عزت و توقیر کی ہوس - مال و دولت کی طمع اور گوناگون فوائد دنیوی کی کشش مسلمانوں کو تعلیم اسلامی کے حصول سے علٰحدہ کر کے کسی دوسری طرف جاذبہ کی مقناطیسی قوت کیطرح کھینچے لیے جا رہی ہے اور دوسری طرف خود غرض و ناواقف گمراہ مدعیان مذہب و علمبرداران قوم و رہبران ملک اسلامی مراسم کو اپنی خود غرضی کی تکمیل کا آلہ بنائے ہوئے ہیں تو اگر عوام مسلمان روح مذہب اور صحیح سچی تعلیمات اسلامی سے ناواقف ہوں تو کیا جائے تعجب ہے - ادھر تو مسلمانوں کے ذوق و شوق

اون کے فوت دماغیہ کے مذہب کی طرف رجحان کی موت اون کی سلطنت کی فنانے پوری کردی
اور جب مذہب کی آڑ میں ذاتی اغراض پورا کرنے کو بہت علماء سو یا مولوی نما دنیا داروں نے شعار بنایا
تو مذہب کی سچی تعلیمات مسلمانون کے سامنے پیش کیے جانے اور عوام کے اونکو قبول کرنے کی کیا امید
ہوسکتی ہے - لیکن چونکہ اسلام ناقابل فنا مذہب ہے ایک گروہ علماء حق بیشک جادۂ حقانیت پر
مستقیم رہا - دنیوی فوائد کا بت بھیں - شہرت و عزت کا خوشنما مجسمہ اوسکے قدم راستی میں
ذرا بھی لغزش نہ ڈال سکا - وہ برابر آوازۂ حق بلند کیے گیا یہان تک کہ آج وہ دن آگیا ہے جبکہ
فلسفۂ مغرب کی دلفریب خوش فعلیوں اور مغرب کی کورانہ تقلید سے ہندوستان عاجز آچکا ہے
اور پھر مذہب اسلام کی سچی تعلیمات کی طرف مسلمانوں کو ایک گونہ دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اس لیے
ضرورت ہے کہ اسلامی مراسم کے ہر پہلو کو پبلک کے سامنے پیش کردیا جائے تاکہ وہ دیکھے
کہ اسلام کیسے زرین اصول کا مجموعہ ہے - اوس کی ہر رسم - اوس کا ہر قانون کیسی کیسی ناقابل انکار
حقیقتوں پر مبنی ہے - وہ اپنے اندر اوس متاع گرانبہا کو پنہاں رکھتا ہے جسکا عشر عشیر بھی دوسرے
مذاہب میں پانے کی امید کرنا لاحاصل بلکہ جنون سے تعبیر کرنے کے مرادف ہی -

ایثار یا قربانی اصطلاحاً دو ہم معنی الفاظ ہیں - اسلام کی ساری تعلیم - اوس کی ہر رسم ایثار
کی روح کو عملی جامہ پہنانے کی تلقین کرتی ہے - اور بیشک اگر نظر تعمق سے دیکھا جائے تو ایثار
ہی ایسی چیز ہے جس حصول دنیا میں سب سے مشکل ہے - اس صفت سے جملہ عیوب کا قلع وقمع
ہو اخلاق حسنہ اور مکارم کریمہ پیدا ہوتے ہیں -

پیغمبر اسلام علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے سب سے زبردست معجزوں میں سے ایک یہ معجزہ ہے کہ
ایسی وحشی - خونخوار - صلاحیت سے ناآشنا خودغرض قوم کو ایثار کی زندہ مثال - حقانیت کا پیکر بنا دیا
جس قوم کی یہ حالت ہو کہ اوس کے افراد بات بات پر لڑ مرتے ہوں - ذراسی بات پر لڑائی کی مدت
ایک صدی تک پہونچ جاتی ہو - ہمدردی بنی نوع سے وہ قطعاً بے بہرہ ہوں - ذاتی اغراض حد کو پہونچ
گئے ہوں - ایسی قوم کو ایک چشم زدن میں عادات وعیوب قبیحہ کے تنگ وتاریک غار سے نکال کر

اخلاق حسنہ و محاسن محمودہ کے ذروۂ علیا پر لا کھڑا کرنا ایک زبردست معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ سو یہی افراد جو اب تک ہر عیب کی اپنی آپ ہی مثال تھے بنی نوع انسانی کے لیے کامل و اکمل عنصر بنے کہ جنہوں نے اپنے اخلاق حمیدہ و فضائل کریمہ کی وجہ سے اگر اپنے ہم مذہبوں سے "صحابۂ کرام" اور "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کے عالی خطابات حاصل فرمائے تو غیر مذہبوں پر بھی اپنے اون صفات علیا کا ایسا سکہ جمایا کہ وہ بھی اونکی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آئے۔ کیا اسی کامل تبدیلی کی مثال اس مختصر زمانہ میں کوئی دوسرا مذہب پیش کر سکتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو مخالفین سے بھی خراج آفریں وصول کرتی متعصب ترین شخص کے دل میں گھر کرتی اور اوسکے قلم کو الفاظ مدح و ستایش لکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ چنانچہ

پادری ایزک ٹیلر لکچر مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور صفحہ ۱۹ میں لکھتے ہیں۔ اسلام میں عملی طور پر اخوت کا برتاؤ ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ہر صحبت میں یکساں سمجھے جاتے ہیں یہ اسلام میں ایک ایسی چاشنی ہے جس کو دیکھکر منہ میں پانی چھوٹنے لگتا ہے۔

صفحہ ۲۱ میں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ ہمکو یاد رکھنا چاہیے کہ بعض باتوں میں مسلمانوں کا اخلاق ہمارے اخلاق سے بڑھا ہوا ہے خدا کی مرضی پر شاکر رہنا پرہیزگاری۔ خیرات۔ راستی۔ باہمی اخوت ان سب باتوں میں اہل اسلام ایک ایسی نظیر قائم کرتے ہیں جس کی اگر ہم تقلید کریں تو ہمارے لیے بہتر ہو۔ اسلام نے شراب خواری۔ قمار بازی اور زناکاری ان تینوں برائیوں کو جنہوں نے عیسائی ملکوں کو بالکل ذلیل و خوار کر رکھا ہے یک قلم موقوف کر دیا۔

ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹنر لکچر مطبوعہ رحمانی پریس لاہور صفحہ ۱۰ لکھتے ہیں۔ مجھے اس امر کے اظہار میں کچھ پس و پیش نہیں ہے کہ اہل اسلام اپنے خاندان پر مہربانی اور علمائے دین کی عزت۔ بزرگوں کی تعظیم۔ مسافروں کی ہمدردی اور بے زبان مواشی پر رحم کرنے میں عیسائیوں کے واسطے نمونہ ہیں۔

فی الجملہ مطلب یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات روح ایثار سے مملو ہیں جنکا مختصراً بیان حسب ذیل ہے۔
ایثار کے مقابلہ میں یا یوں کہنا چاہیے کہ اوس کا متضاد لفظ نفس پرستی ہے جو کئی قسم کی ہو سکتی ہے

شخصی ۔ قومی ۔ ملکی ۔ وغیرہ ۔ پھر شخصی نفس پرستی میں جانی ۔ مالی ۔ اولادی اغراض شامل ہیں ۔ اسلام کی ساری تعلیمات مجموعاً ان تمام پرستیوں کو خدا پرستی سے بدل دیتیں اور اوسکے ماسوا پرستی کا تو بالکل قلع قمع کر دیتی ہیں ۔

اسلام کے چاروں ارکان نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ اخلاق انسانی کی تکمیل اور روح ایثار پیدا کرنے کے لیے بہترین ذریعہ ہیں ۔ نماز منجملہ دیگر صفات محمودہ مثلاً ۔ صفائی ۔ سادگی ۔ عاجزی ۔ پابندی اوقات ۔ مساوات ۔ اخوت ۔ حسن سلوک ۔ حسن معاشرت وغیرہ پیدا کرنے کے ایثار کا عمدہ سبق پڑھاتی اور شخصی نفس پرستی کو نابود کرنے میں آتش سوزاں سے زیادہ موثر ہے ۔ صبح کا سہانا وقت ہے ۔ نسیم سحر کے دلفریب جھونکے بیداران شب کو تھپک تھپک کر سلا رہے ہیں ۔ موسم گرما میں رات کی صعوبتیں گرمی کی کلفتیں صبح کے وقت ایک گونہ معدوم ہوتی ہیں اور وہ جنہوں نے رات بھر بستر مصیبت پہ کروٹیں بدلی ہیں ۔ اختر شماری کی ہے اسوقت کچھ کچھ خواب سے ہم آغوش ہو چلے ہیں ۔ نفس پرستی اور آرام طلبی کا تقاضا ہے کہ تھوڑی دیر اس خنک و ٹھنڈی ہواؤں میں نیند لے کر اپنے بدن و جسم کو آرام پہونچایا جائے لیکن اوس وقت مسجد کے کنگروں سے صدائے اذان یا حاضری دربار الٰہی کا اعلان ہوتا ہے اور پیروان اسلام اپنے آرام ۔ اپنی راحت پر لات مار کر اٹھ بیٹھتے ہیں ۔ اسی طرح دوپہر کے وقت تھکے ماندے لوگ آرام کرنا چاہتے اور سہ پہر و شام کو کاروبار معاملت میں الجھا رہنا پسند کرتے اور رات کو دن بھر کی صعوبتیں اوٹھا کر آرام کی نیند سونا چاہتے ہیں لیکن ان اوقات پر بھی اون کو نماز ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ ان تمام باتوں سے یہ مقصود ہے کہ پیروان اسلام میں روح ایثار پیدا ہو ۔ مذہبی معاملہ میں وہ اپنے آرام ۔ اپنی راحت حتیٰ کہ اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہو سکیں ۔ اور یہ نتیجہ اوس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایثار کی ہر وقت عادت نہو ۔ اسی لیے تلقین ایثار ۲۴ گھنٹے میں پانچ وقت کیگئی ہے ۔ میں اس موقعہ پہ ایک عیسائی مصنفہ کے چند جملے لکھے بغیر رہ نہیں سکتا ۔ اون لوگوں کی نسبت جو فرمانبرداری اور ایثار کے عادی ہیں وہ لکھتی ہے ۔

"جب ایسا طرز عمل ہیولی اور روزمرہ کی بات ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک مشعور ہوتی ہے تو

ایسے عالی اور بلند پایہ کام انجام پاتے ہیں جن کا علم کسی کو سوائے ذات باری تعالےٰ کے نہیں ہوتا۔ کیا یہ الفاظ سچے مسلمانوں پر صادق نہیں آتے۔ بیشک جب مسلمان اسلامی تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل پیرا تھے تو ایسے بلند و عالی کارہائے نمایاں انجام دیے جنکا حصر قطعاً ناممکن ہے۔

نفس پرستی کا دوسرا پہلو یعنی تنعم و شکم سیری اسلام کے دوسرے رکن یعنی روزہ سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ دنیا میں جسقدر افعال قبیحہ کا ارتکاب ہوتا ہے اوسکا ۳/۴ حصہ ان ہی حضرت پیٹ کی بدولت ہے۔ شکم سیری سخت دلی کا موجب ہے اور عیش و عشرت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور فقر و فاقہ کی علت ہر طرح کے جرائم کا ارتکاب کراتی ہے لیکن اگر آسودگی میں فاقہ کی تکلیف اور فاقہ میں صبر کی عادت ہو تو انسان جامۂ انسانی اوتار کر پیکر حیوانی نہیں پہن سکتا۔ یہی وہ صلفت ذنائل (بے غرضی) ہے جو ایثار کا سنگِ بنیاد اور ہر فعل حسن کا منبع ہے۔

اسی طرح دولت کی محبت مال کی ہوس ایسے قعر بہیمیت میں گراتی اور ایسے عادات قبیحہ کا مرکب بناتی ہے کہ شخص پر لفظ انسان کا استعمال انسانیت کا استہزا نہیں بلکہ شرافت انسانی کا خون بلکہ توہین محض ہے۔ اسی ہوس مال و دولت کو دور کرنے اور راہ خدا میں پیسہ خرچ کرنے و بنی نوع کی معاونت کرنے کی عادت پیدا کرنے کو اسلامی زکوٰۃ نے بہ احسن الوجوہ تکمیل کو پہونچایا ہے۔

اسلام کی یہ تینوں تعلیمات روزانہ آہستہ آہستہ روح ایثار پیدا کرتی رہتی ہیں اور اسطرح ہر سال میں انسان کو ہر طرح کی جانی۔ مالی ایثار کا عادی بناتی ہیں۔ یہان قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جانی و مالی۔ قربانی سال مین صرف ایک دفعہ کرنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے۔ نماز کی طرح روز کیوں نہیں ہوتی۔ جواب یہ ہے کہ اسلام فطری و عملی مذہب ہے اسمیں ایسی کوئی بات نہیں جس کی تکمیل دور از کار ہو۔ نماز میں جو بدنی قربانی ہے وہ اسقدر سہل ہے کہ روزانہ

انسان اوس کو بغیر زیادہ مشکل برداشت کیے انجام دیسکتا ہے - لیکن روزہ وزکوٰۃ میں جو قربانی
ہے وہ روح ایثار کے نشو و نما پر مبنی ہے - اگر ایک دم سے تمام بار رکھہ دیے جاتے تو انپر
عمل دشوار ہوجاتا اور بجائے مفید ہونے کے مضر ہوتا - اسی لیے سہل سے شروع کرکے آہستہ آہستہ
ایثار کا عادی بناکر مشکل تر ایثار کا حکم دیا گیا ہے - اسی لیے جب انسان جانی و مالی قربانی کا کافی عادی
ہوجاتا ہے تب اوسکو ایک ایسے ایثار کا مکلف بنایا گیا ہے جس میں تمام قربانیاں - جملہ ایثار جمع
ہوسکیں اور وہ اسلام کا رکن اعظم حج[عـ۱] ہے - جانی و مالی قربانی - خاندانی قربانی - حتی کہ قومی و ملی -
قربانی بھی حج سے تکمیل پاتی ہے - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے - کہ حج کا دور و دراز سفر اور اوس پر پابندی
نماز ایسی جسمانی قربانی ہے جس سے بالا متصور نہیں ہوسکتی - اسیطرح مالی قربانی بھی محتاج تصریح نہیں -
دوسری قربانی ذرا تفصیل چاہتی ہیں - فلسفۂ تاریخ کا ماہر اس بات کو خوب جانتا ہے کہ انسانی
معاشرت کی بنا انفرادی کیفیت سے شروع ہوکر خاندانی پھر جماعتی - پھر قومی - پھر ملکی - منزلیں
طے کرکے تمام دنیوی اور پھر کائنات عالم پر حاوی ہوگئی - ماہرین فلسفۂ نفس کا بیان ہے
کہ انسان کا کمال اپنی ذات کو دوسرے کی خاطر فنا کردینا ہے - لیکن اس کمال کے درجے ہیں
جو شخص اپنے خاندان پر سے اپنے آپکو فنا کرنے کو تیار ہے وہ اوس شخص سے مرتبہ میں نیچے ہو
جسکا دل جماعتی ہمدردی سے بھرا ہوا ہے (یعنی جماعت پر سے قربان ہونیکو تیار رہے)
اسی طرح قومی ہمدردی ملکی ہمدردی کے آگے ہیچ ہے - اس سے عالی مرتبہ وہ آتا ہے جبکہ
انسان ملکی ہمدردی کو تمام عالم کی ہمدردی پر قربان کرنے کو تیار ہو - اور اکمل انسان وہ ہے
جو ایسے مرتبہ پر فائز ہو جسمیں حیوانات و نباتات و جمادات[عـ۲] کی بھی ہمدردی شامل اپنی نوع

عـ۱ یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حج استطاعت پر فرض ہے نہ نشو و نما روح ایثار پر ایک شخص جو بلوغ کیساتھہ ہی صاحب استطاعت ہوجاتا ہے اوسپر فوراً حج فرض ہوجاتا ہے اگرچہ مادۂ ایثار اوسمیں نہ ہو - جواب یہ ہے کہ اولاً اصول تعلیم عام ہوتے ہیں ہر اصول میں مستثنیات ہوا کرتے ہیں جو کسی دوسرے اصول کے تحت آتے ہیں - ثانیاً اگر روح تعلیم صحیح معنوں میں سمجھہ لیا جائے تو بچپن ہی سے مذہبی ذوق پیدا ہوسکتا ہے اسیلیے حکم شریعت ہے کہ سات برس کی عمر نماز کی تلقین والدین کو کرنا چاہیے جب سات برس کی عمر سے روح ایثار پیدا کیجائیگی تو بلوغ پر یہ روح کافی نشو و نما پاجائیگی - (باقی بر صفحہ ۹)

عـ۲ اسلامی تعلیمات کے بہترین نمونے صوفیائے کرام تھے جنکی پاک زندگی سے ہمدردی نوع وغیرہ نوع بدیہۃً آشکارا تھی - دیکھو سیر الاولیا وغیرہ -

یعنی انسان کی طرح ہو۔ اسلام نے ایسے اکمل انسان بہتیرے پیدا کیے۔ حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ کی بابت روایت ہے کہ جب آپ کے سامنے کسی حیوان پر ظلماً ضرب لگائی جاتی تھی تو اوس کا نشان آپ کے جسم مبارک پر نمایاں ہو جاتا تھا۔

غرض مطلب یہ ہے کہ حج میں یہ تمام قربانیاں کرنا ہوتی ہیں۔ جسم و جان پر مصیبتیں برداشت کرکے مال و دولت خرچ کرکے۔ اعزہ و اقارب سے علٰحدہ ہو کر۔ اپنی جماعت کو چھوڑ کر۔ اپنی قوم کو الوداع کہہ کر ملک سے رخصت ہو کر انسان ایک ایسی جگہ جا رہا ہے جہاں وہ بنی نوع انسانی کا ایک فرد متصور ہوگا۔ وہاں اوس کا دل ہمدردی نوع سے مملو ہونا چاہیے ذاتی تفاخر۔ قومی و ملکی امتیاز۔ کو وہ اپنے پیرہن کے ساتھ سیلوں پہلے علٰحدہ کر دیتا ہے۔ بنی نوع انسانی ایک ہی لباس میں۔ ایک ہی وضع میں۔ ایک ہی جگہ پر اپنی نوع سے بلا امتیاز قوم و ملت۔ ملک و زمین ہمدردی کرنے کو تیار ہے اور اس سے اعلیٰ و اکمل یہ کہ دوران حج میں وہ کسی جانور کو بھی دائرہ شریعت سے باہر تکلیف نہیں پہونچا سکتا۔ یعنی نوعی ہمدردی درکنار وہ غیر نوع سے بھی ہمدردی کرنے کو نہ صرف تیار ہے بلکہ ایسی ہمدردی کا اپنے عمل سے ثبوت بھی دے رہا ہے۔ اوس وقت کی حالت کا نقشہ کھینچیے جب کہ پیروان مذہب حق میلوں کے گرد میں ایک ہی لباس میں ملبوس ایک ہی وضع و قطع میں بلا امتیاز ذات و ملک و ملت۔ نوعی و غیر نوعی ہمدردی سے پُر خالق اکبر کے حضور میں اپنے عملی ایثار کا ثبوت پیش کر رہے ہیں تو کیا اس سے بڑھکر کامل انسان ہوئیکا اور کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے اور کیا یہ بہترین ایثار پیدا کرنے کی صورت نہیں ہے۔

مضمون بالا سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اسلامی تعلیمات کا پیکر رعنا کیسی کیسی خوشنمائیوں خوبصورتیوں۔ دل آویزیوں۔ جاں فریبیوں سے مزین و مرصع ہے جنمیں ایثار کا حصہ غالب بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اوس شاہد ہمیں بنگی روح رواں ہے۔

اگر اس مذہب حقہ کی ایسی پر از ایثار تعلیمات پر مخالفین باطل و لا یعنی اعتراضات کرکے انکو سوات قدیمہ کی آواز بازگشت بتانے کا خیال کریں تو جنون و نادانی بلکہ صریح عناد و تعصب کے قعر مذلت میں گرنے کے مرادف ہوگا۔ (باقی دارد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) اسیطرح روزہ بھی بلوغیت سے بہت پہلے بچے کو رکھوا دیا جاتا ہے۔ باقی رہا نو مسلموں کا سوال تو بعد مسلمان ہونیکے اگر وہ عبادات میں تو اون کو تعلیم بہت جلد ذہن نشین ہو سکتی ہے۔

شردہانند کا قتل اور آریون کی شر انگیزی

(از حضرت اولاد رسول جناب مولنا مولوی سید محمد میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العلیہ مارہرہ)

قتل شردہانند کو حیلہ بنا کر آریہ اخبارات اور انجمنون اور اون کے عام و خاص افراد نے بوسلم آزار روش اور اسلام و سلطان اسلام پر نہایت درجہ بے باکی اور دریدہ دہنی سے سخت ترین گندے اور ناپاک حملوں کی تحریراً و تقریراً بوچھار اور نئے سر سے زور و شور سے آغاز کی ہے اور اس سلسلہ میں عموماً تمام مسلمانوں اور اسلامی تعلیمات کو سخت سست کہنے اور بدنام کرنے کیلیے صریح کذب بیانیوں اور افترا پردازیوں اور طرح طرح کی ناجائز حرکات کا جس دلیری سے علانیہ ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ اور معاذ اللہ اسلام اور مسلمانوں کو جسطرح نہ صرف ہندوستان بلکہ صفحۂ ارض سے محو و نابود کر دینے کی جو دھمکیاں دیجا رہی اور اوسکے لیے اپنی سی چلتی جو خفیہ اور علانیاں کارروائیاں کیجا رہی ہیں وہ اب ہمارے بتانے کی محتاج نہیں رہی ہیں۔ مگر اون میں سے کسیکا بلکہ اور اون سے بدرجہا اشد شدید دشمنی و عداوت اسلام و مسلمین کا اون سے ظاہر ہونا کچھ عجیب نہیں۔ قرآن مسلمانوں کو آج سے تیرہ سو برس سے بھی زائد پہلے سے نہایت وضاحت و صراحت سے بتا چکا ہے کہ کفار و مشرکین تمہاری نقصان رسانی میں کوئی کمی اوٹھا نہیں رکھینگے۔ دشمنی اور عداوت اون کے موںہوں سے ظاہر ہو چکی ہے۔ اور عداوت و بغض کی جو آگ اسلام و مسلمین کی طرف سے اونکے سینوں میں بھڑک رہی ہے وہ اور بڑی ہے۔ وہ مسلمانوں کے بارہ میں نہ کسی قول و قرار و عہد و حلف کی پابندی کرینگے نہ کسی قرابت و رشتہ داری کا لحاظ۔ اونکے دلوں کی ٹھنڈک اسی میں ہے کہ مسلمان مصائب و آفات میں گھریں۔ اور وہ مسلمانوں سے اوسوقت تک جھگڑتے رہینگے جبتک

مسلمان بھی معاذ اللہ مرتد ہو کر اونہیں جیسے کافر و مشرک نہو جائیں یہ وہ اصل قرانی ارشادات
ہیں جنکی تصدیق پر آج زمانہ اون سرمستان بادۂ اتحاد و وداد کفار و مشرکین کو بھی مجبور کر رہا
ہے جو کل تک انہیں اپنا یقینی بھائی اور دلی دوست ہونے پر ایمان لائے ہوئے تھے
اور سمجھے تھے کہ ہنود کا یہ زبانی دعوائے اتحاد قطعاً یقیناً سچا ہے - اور اس نامراد اتحاد بے بنیاد
کے بغیر مسلمانوں کی نجات اور سلطنت اسلامی کی آزادی اور مقامات مقدسہ اسلامیہ کی
حفاظت محال جانتے تھے - اور جو آج بھی اپنے اس جہل مرکب سے پورے طور پر دست بردار
اور اوس بادۂ شبانہ سے پوری طرح ہوشیار نہیں ہوئے ہیں مگر

جو اپنے دوست بنتے تھے وہ دشمن سوا نکلے

آریوں کی تو یہ مسلم آزار روش کچھ تعجب خیز نہیں - نہ ہمیں اون سے کسی شکایت کا موقع -
کہنا تو یہ ہے کہ ان مدعیان اسلام کو کیا ہو گیا ہے جو باں دعوائے عقل و ہوش و ایمان و اسلام
سب کچھ دیکھ سن لینے کے بعد ان خون کے پیاسے دشمنان اسلام کی تلو تپّو میں اب بھی محو
ہو رہے ہیں - اور سمجھتے ہیں کہ اسطرح سے یہ اون سے اپنا دلی خلوص و قلبی محبت و اطاعت و
انقیاد جتا کر اون کے سینوں میں بھڑکتی ہوئی اوس عداوت اسلام و مسلمین کی آگ کو ٹھنڈا کر سکینگے
جسے کفر و شرک کی باد سموم برابر تیز سے تیز تر کرتی جا رہی ہے - اسی واقعۂ قتل کو لیجیے عبدالرشید کا
مقدمہ ابھی کچہری میں پیش ہے - ابھی حاکم نے اوسکا حکم انہیں سنایا - اور کون جانتا ہے کہ
حاکم آخر کس نتیجہ پر پہنچے - مگر یہ مسلمانوں کی سربراہی و رہنمائی و خیر خواہی کے بڑے بڑے لمبے چوڑے
دعوے للکارنے والے لیاڈر اور اون کی کانفرنسیں انجمنیں ہی ہیں جنہوں نے پہلے دن سے
عبدالرشید قاتل عبدالرشید قاتل کا ادہم مچا کر اوس پر لعن و تکفیر کی موسلا دھار بارش
شروع کر دی - وہ کون سی ناگفتنی تھی جو نہ کہی گئی - یہانتک کہ ایک بڑے بھاری "مفتی"
مفتی صاحب نے تو یہاں تک حکم لگا دیا کہ "اوسکو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہو گی" (دیکھو ہمدم
۸ جنوری ۲۷ء میں جمعیۃ العلماء کے صدر کے مضمون کا اقتباس) "یعنی جنت کی حور و قصور اور دیگر

نعمتوں سے تو اوسکا فیضیاب ہونا بہت دور رہا وہ تو جنت کی خوشبو تک سے بھی دور دور رہیگا۔
مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ ایک مسلمان اگرچہ وہ کیسا ہی فاسق فاجر مرتکب کبائر ہو مگر بالآخر (اگرچہ کچھ سزا بھگتنے کے بعد ہو) اپنے مولیٰ کریم کے فضل عمیم سے ضرور جنت اور اوسکی نعمتوں سے فیضیاب و کامیاب ہوگا۔ اور صرف کفار و مشرکین ہی جنت اور اوسکی نعمتوں سے محروم رہینگے۔ مگر جمعیتہ العلماء الوہابیہ کے ان "مفتی" مفتی صاحب کے فتوی سے عبدالرشید جس پر ابھی کچہری سے شردہانند کے قتل کی ذمہ داری عائد نہیں کیگئی ہے ابھی سے اس سخت تر سزا کا مستحق ہوگیا کہ "اوسے جنت کی خوشبو تک بھی نصیب نہوگی" اسلیے کہ وہ اگرچہ کسی اور کے نزدیک قتل شردہانند کا مجرم نہ بھی ہی مگر ان "مفتی" مفتی صاحب کے نزدیک تو ضرور ہے اور شردہانند سے اگرچہ خدا و رسول و اسلام کا عہد و ذمہ بری ہی مگر ان "مفتی" مفتی صاحب اور اون کے پیروؤں کا تو اوس سے گہرا عہد و مودت و اتحاد ہے۔ ایک اور صاحب "دل سے امید کرتے ہیں کہ قاتل کو پھانسی ہوجائے گی" (دیکھو ہمدم ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء میں محمد ادریس خاں لودھی کا تار) کون قاتل وہ جسے ان سب کی چیخ پکار عبدالرشید کی شخصیت میں پیش کرچکی ہے۔ اگرچہ کچہری میں ابھی اوس کا مقدمہ زیر تحقیقات ہی ہے۔ مگر بمصداق

تہ خدا ہی ملانہ وصال صنم

انہوں نے جسقدر عبدالرشید پر لعن و طعن اور اوسنے اپنی انتہا درجہ کی نفرت و بیزاری اور اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ اپنی دلی محبت و اتحاد اور کامل اطاعت و انقیاد کا اپنے ہندو بھائیوں کو یقین دلایا اوسیقدر ان کے آقایان ہنود نے انھیں جھوٹا جانا اور مردود بنایا۔ اور ان کی اس خوشامد و آمد نے بغض و عداوت کی اوس آگ پر جو اسلام و مسلمین کیطرف سے کفار و مشرکین کے دلوں میں لگی رہتی ہے اور مٹی کا تیل چھڑکا۔ اور غریب مسلمانوں پر تو جو کچھ اونہوں نے آتش فشانی کی وہ کی ہی۔ خود اسلام اور اوسکی پاک مقدس اور سراپا امن و رحمت تعلیمات و احکام کو بھی کوئی جلی کٹی سنانے کو اوٹھا نہیں رکھی۔

آریوں کا اسلامی تعلیمات پر جھوٹا الزام

شریروں نے اپنے شر و فساد کا سارا الزام تعلیمات اسلام کے سر دھر دیا کہ اسلام کی تعلیمات ہی مسلمانوں کو شر و فساد کی تعلیم دیتی ہیں۔ جبتک وہ تعلیمات قرآن و حدیث اور اسلام میں باقی ہیں مسلمان کتنا ہی اونھیں اطمینان دلائیں وہ مسلمانوں سے صاف نہونگے۔ اور اس سلسلہ میں صاف الفاظ میں مسلمانوں سے اپنے دین کی تعلیمات کے مٹانے میں آریہ سماج کے ساتھ شامل ہو جانے اور اپنے مذہبی کتابوں کی کاٹ چھانٹ کا مطالبہ لیا۔ (دیکھو ہمدم ۱۸۔ جنوری ۲۷ء میں اخبار پرکاش لاہور ۲۹ دسمبر ۲۶ء کا اقتباس اور ۴ جنوری ۲۷ء کے ہمدم میں ملاپ لاہور کا مقولہ)

اسلامی تعلیمات قطعًا پاک صاف اور نہایت پرامن ہیں

حالانکہ اگر بالفرض عبدالرشید کے ہی سر اس قتل کی ذمہ داری پورے طور پر عائد ہو جب بھی آریہ اور تمام ہندو کبھی حشر تک ثابت نہیں کر سکتے کہ اسلام کسی غیر مسلم کو اسطرح اور ان حالات میں قتل کر دینے کا عبدالرشید یا کسی دوسرے مسلمان کو حکم دیتا ہے نہ اسلام نے ہرگز کسی کافر کو ناحق و ناروا طور پر قتل کر دینا باعث ثواب بتایا ہے جیسا کہ آریوں کا افترا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اگر یہاں مسلمان کسی غیر مسلم کو اور وہ بھی اونکے کسی ایسے باا ثر مذہبی پیشوا کو مار ڈالے اور وہ بھی ایسے شور و شر کے زمانہ میں تو اوسکا نتیجہ اسکے سوا کیا ہے کہ نہ صرف خود وہ قاتل پھانسی پائے۔ بلکہ اور بھی اوسکے جانے کتنے بےقصور مسلمان بھائیوں کے جان و مال بلکہ ایمان تک پر کفار کے ہاتھوں نہ معلوم کیا کیا گزر جائے۔ اوس غیر مسلم کے ہم مذہب مسلمانوں پر اور زیادہ اپنا غیظ و غضب توڑیں۔ ملک میں شر و فساد کی گرمی بازار ہو پھر کیا اسلام کسی مسلمان کو کسی ایسے فعل کی کبھی اجازت دیسکتا ہے۔ جسکے عواقب و نتائج ایسے منحوس و تباہ کن اسلام و مسلمین ہوں۔ حاشا اسلام دین فطرت ہے اور اوسکی اصل اصیل ہے "لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا"۔ اللہ تعالی کسی نفس کو اوسکی وسعت سے زائد تکلیف

نہیں دیتا۔ اسلامی تعلیمات مقدسہ ایسے منتج فتنہ و فساد و ہلاکت و بربادی مسلمین فعل سے بتاکید
تمام منع فرماتی ہیں۔ اور آیات و احکام جہاد جنہیں محض بزبردستی توڑ مروڑ کر اون کے صاف منطوق
کے بالکل خلاف غلط و باطل خلاف مراد و قائل معنی اونہیں پہنا کر یہ دشمنان اسلام اونہیں محض ظلماً منبع
فساد بنانا چاہتے ہیں۔ اول تو وہ اونکے من گھڑت تراشیدہ معنی انہیں کے مونہہ پر مار دیئے گئے ہیں
قرآنی آیات اور اسلامی تعلیمات اونسے قطعاً پاک و منزہ ہیں دوسرے وہ آیات و احکام یہاں کے مسلمانوں
سے سرے سے متعلق ہی نہیں۔ جیسا کہ علمائے اسلام اسکی بکرات و مرات تصریح اپنی کتب و فتاوی و تحریر
و تقریر میں فرما چکے اور فرماتے رہتے ہیں۔ پھر وہ قطعاً زمانہ جنگ سے متعلق اور جنگی احکام ہیں
اونکو کھینچ تان کر زمانہ غیر جنگ سے لگانا سخت ظلم ہے۔ اور ہم مدلل و مفصل دکھا سکتے ہیں کہ
زمانہ جنگ میں خاص محاربین سے بھی جیسے پرامن و صلاح احکام اسلام نے تعلیم فرمائے
اور مسلمانوں نے کرکے دکھائے۔ وہ آجتک کسی دوسرے مذہب اور کسی دوسری قوم سے
بن نہ آئے تو اگر یہاں کے مسلمان بفرض باطل ملک میں کس فتنہ و فساد کے بانی و بادی
ہوں بھی تو بھی اوسکا الزام تعلیمات اسلام کے سر دھرنا آریوں کی سخت ہٹ دھرمی اور
خیرہ چشمی ہے۔ اسلام کی مقدس اور پرامن تعلیمات تو یہ ہیں جنسے خود قرآن مجید گونج
رہا ہے واللہ لا یحب الفساد اللہ عزوجل فساد سے راضی نہیں ان اللہ لا یحب المفسدین
بیشک اللہ تعالیٰ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔ و لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا
اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اوسکے سنورنے کے بعد۔ قرآن مجید نے تو صاف فرمایا ہے۔
من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی
الارض فکانما قتل الناس جمیعاً اس سبب سے ہمنے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جسنے کوئی جان
قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اوسنے سب لوگوں کو قتل کیا۔ ایسے مقدس
اور پرامن دین کو جو کسی ایک نفس کے بھی ناحق قتل کر دینے کو اسقدر سخت جرم ٹھہراتا کہ گویا "قاتل
تمام لوگوں کے قتل کا مجرم ہے اوسپر یہ افترا باندھنا کہ اوس کی تعلیم سرچشمہ فساد ہے اور وہ اپنے

پیروں کو ویسے ہی خواہ مخواہ لوگوں کو قتل کرتے پھرنے کی ترغیب دیتا ہے کس قدر کور چشمی ہے۔ اسلام ہمیشہ مرد میدان رہا ہے۔ وہ حق کے دشمنوں کی سرکشی اور فتنہ پردازی اور مظالم کے دفع میں افہام و تفہیم و موعظۂ حسنہ و نصیحت حکیمانہ کے جملہ ذرائع استعمال کرنے کے بعد جب اون کی سرکشی و ظلم کے دور کرنے اور خدا کی زمین اور اوسکی مخلوق کو ظالموں سرکشوں کے شر و کفر و فتنہ و فساد سے پاک کرنے کے لیے آخری تدبیر کے طور پر تلوار اوٹھاتا بھی ہے تو حق کے دشمنوں کو کہلے میدان میں ٹوک کر اور ہل من مبارز کا نعرۂ کفر سوز ایماں افروز لگا کر۔ وہ ہرگز اپنے پیروں کو یہ نہیں سکھاتا کہ چوٹوں کی طرح محفوظ مکانوں کے اندر چھپکر غریب بے پناہ اور بے گناہ راہگیروں پر اونہیں خبردار کیے بغیر اون پر اینٹ پتھر برسانے یا تیزاب چھڑکنے اور بم کے گولے پھینکنے لگو۔ نہ اسکی یہ تعلیم ہے کہ جاؤ تو کسی غیر مسلم کے پاس اوسکی بابت عیادت یا بحث مباحثہ وغیرہ کا حیلہ و بہانہ کرکے اور پھر خواہ مخواہ بلا وجہ شرعی اوسکے گولی ماردو اوسنے غدر و بد عہدی کا کافر حربی تک سے جان و مال دونوں کے معاملہ میں حرام ٹھہرائی ہے۔ اوسنے ضعیفوں اور مجبوروں پر اگرچہ وہ اوسکے سخت ترین دشمن کافر حربی تک ہوں ہاتھ اوٹھانیسے اپنے پیروں کو بتاکید تمام منع فرمایا ہے۔ ان سب احکام سے کتب فقہ و حدیث و سیر و تفسیر وغیرہ گونج رہی ہیں۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جنسے ہر وہ شخص جو تعلیمات اسلام سے معمولی بھی واقفیت رکھتا ہے اچھی طرح واقف ہی۔ مگر اسکا کیا علاج کہ ؎ گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است ٭ آریہ اپنے اندھے آئینہ میں اسلام کے آفتاب سے زائد روشن اور منور چہرہ کو بھی تاریک ہی دیکھتے ہیں اور ہے بھی یہ کہ ؎ آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس ٭ مگر غضب تو یہ ہے کہ اتحادی بس رہان ہنود اوس ناطرد اتحاد کے خواب مرگ سے آج بھی پوری طرح ہوشیار نہیں ہوتے اور اگرچہ ان کے آقایان ہنود اب اپنا مطلب حاصل کر لینے کے بعد انہیں پہلے کیطرح اور تھپ تھپا کر اوس خواب مرگ میں مبتلا رہنے کے بجائے ٹھوکریں مار مار کر

انہیں اپنے پاس سے دفان کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ اول تو انکھیں ہی نہیں کھولتے۔ اور اگر
کبھی ذرا کسمسائے بھی تو

وہی اک چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے

اوسی اپنی سابق روش اتحاد پر چلتے ہوئے آج بھی اپنے آقایان ہنود کی خوشامد میں اور
اون کے ڈر کے مارے مسلمانوں کو کفار و مشرکین کے ساتھ گھل ملکر ایک ہو جانے یعنی
وہی ان کی طرح ناپاک اتحاد و نامراد محبت و رواداری منانے کو کہتے اور اسکا بہتان
اسلام کے سر باندھتے ہیں۔ اور اوس کے اثبات میں آیۂ کریمہ لا اکراہ فی الدین
اور اوسکے امثال آیات منسوخہ بابت جہاد و قتال (کما فی عامۃ التفاسیر) سے استدلال
سے بڑھکر یہاں تک پہنچ جاتے ہیں کہ آیۂ کریمہ فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر
پیش کر کے اوس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے۔
یعنی جیسا کہ انکے نزدیک ہر شخص جو مذہب بھی چاہے۔ کفر و ایمان جو بھی ہو اختیار کرنیکا حق رکھتا ہے
ایسا ہی قرآن و اسلام کے نزدیک بھی ہر شخص ایمان و کفر جسکو چاہے اختیار کرنے میں آزاد ہے اوپر
کوئی مواخذہ و اعتراض اس بارہ میں نہیں۔ حالانکہ یہ محض باطل ہے۔ آیۂ کریمہ ہر گز اس تخییر و
اختیار کے لیے نہیں۔ بلکہ وہ قطعاً تہدید و انذار کے لیے ہے۔ قطع نظر اس سے کہ تفاسیر معتبرہ
مثل جلالین شریف میں اسکی صاف تصریح ہے اولاً اگر بفرض باطل وہ اسی تخییر و اختیار کے
لیے ہوتی تو اسکے کیا معنی کہ ان الدین عند اللہ الاسلام بے شک دین اللہ کے نزدیک
اسلام ہی ہے۔ کافر نہ کہے گا کہ خود خدا ہی نے تو مجھے ایمان و کفر دونوں میں جسے دل
چاہے اختیار کرنے کا یکساں حق دیا پھر اب یہ اسلام ہی میں دین کا حصر کیسا۔ یونہی قرآن کا
فرمان ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ الایہ جو شخص اسلام کے سوا
کوئی دین اختیار کریگا وہ ہرگز اوس سے قبول نکیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے
مشرک نہ کہدیگا میرا کیا قصور جو میں آخرت میں ٹوٹا پاؤں۔ میں نے تو خود خدا کے کہنے سے اور اسکے

حق دیئے سے شرک اختیار کیا پھر یہ عدم قبول اور ٹوٹا کیسا۔ غرض اس آیت سے وہ تخییر اور حق آزادی نکالنا نہ صرف شریعت اسلام بلکہ تمام شرائع انبیائے سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کو یکسر باطل کردینا ہے جو حصر کے ساتھ ایمان واسلام ہی کیطرف بلاتی اور کفر و شرک کو قطعاً ویقیناً مردود وملعون مخذول و مطرود فرماتی ہیں۔ اور دعوتِ اسلام و ایمان کے قبول پر جنت اور اوسکے حور و قصور و دیگر نعمہائے فراواں و رضوان اکبر کے وعدوں ترغیبوں اور اوسکے عدم قبول اور کفر و شرک اختیار کرنے کی صورت میں سخت اشد غضب الٰہی و عذاب الیم اور ابدی نار جحیم اور اوسکے ہولناک شدائد و تکالیف کی وعیدوں ترہیبوں کو جیسے تمام کتب الٰہیہ و صحف سماویہ و ارشادات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام و جملہ اساطین ملت بھری ہوئی ہیں یکسر رد اور بے معنی ٹھہراتا ہے کہ جب ایمان و کفر دونوں میں جسے دل چاہے اختیار کرنے میں بندہ یکساں آزاد و مختار ٹھہرا تو پھر ایک ایمان پر یہ رضا و انعام اور دوسرے کفر پر وہ غضب و ایلام کیا معنی ولا یقول بہ الا ملحد زندیق۔ ثانیاً ان لوگوں نے اوس آیۂ کریمہ کو اول آخر سے کاٹ کر اوسکا صرف ایک درمیان کا ٹکڑا پیش کیا۔ وہ پوری آیت یوں ہے۔ وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارًا احاط بھم سرادقھا و ان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمھل یشوی الوجوہ بئس الشراب وساءت مرتفقا (کہف) اور تم فرمادو کہ حق تمہارے رب کیطرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے بیشک ہمنے ظالموں (کفر اختیار کرنے والوں) کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جسکی دیواریں اونہیں گھیر لینگی اور اگر پانی کے لیے فریاد کریں تو اون کی فریادرسی ہوگی اوس پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ اونکے مونہہ بھون دیگا کیا ہی برا پینا ہے اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ (ترجمہ رضویہ) کیا اب خود آیت ہی نے نہ بتادیا کہ وہ کافروں اور کفر اختیار کرنے والوں کے لیے کیسے اشد عذاب الیم سے تہدید اور انذار شدید ہے۔ اور اوسے کفر اختیار کرنے میں پروانۂ آزادی بنانا بالکل اوسکے معنی کو مسخ کردینا ہے

مگر لیڈران قوم کے بے دین و احکام دین سے جاہلوں اور بیقیدوں سے اسکا کیا عجب ۔ البتہ الفقیہ ۷ فروری ۱۹۲۷ء کے ایک مضمون میں آیۂ کریمہ لا اکراہ فے الدین اور خود اس آیت کے اسی ٹکڑے کا ایک ایسے ہی موقع میں استدلال کے لیے لایا جانا اور اوسپر ایڈیٹر صاحب الفقیہ کا کوئی سطار حہ نکرنا بہت ہی تعجب خیز ہے ۔ اور کم سے کم الفقیہ کے سے ایک مذہبی پرچہ کو دین و مذہب کے ایسے مضاد و متناقض استدلالات سے پاک رہنا چاہیے تھا ۔ یوہیں مضمون مذکور میں گاندھی کے لیے لفظ مہاتما کا استعمال بھی جسکے معنی روح اعظم ہیں جو لقب حضرت سیدنا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام ہے شرعاً سخت قابل اعتراض ہے ۔ اور ہم ایڈیٹر صاحب الفقیہ سے گزارش کرینگے کہ وہ مضمون نگاروں کے ایسے الفاظ و عبارات کے ساتھ اپنے اخبار کے قواعد و ضوابط کی دفعہ ۷ کے بموجب اوسکے لفظ تہذیب کو اسلامی شرعی تہذیب پر حمل کرتے ہوئے عملدرآمد کیا کرینگے ۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا ۔ کہا یہ جا رہا تھا کہ کسطرح آریوں نے قتل شردہانند کو ایک بہانہ بناکر اپنے جلے دل کے پھپولے اسلام و مسلمین کے خلاف پھوڑے ۔ اور غریب مسلمانوں پر مزید یورشوں کی ایک راہ نکالی ۔ اور کسطرح اون کے پسروں نے باوجود دعواے اسلام اون کی خوشامد کو اسوقت بھی ہاتھ سے ندیا ۔ اور اوسی نامراد اتحاد اور دشمنان اسلام کی غلامی و انقیاد کا سبق اب بھی پڑھایا جسنے آج دشمنان دین کو اسلام و مسلمین پر ایسا چیرہ دست بنا دیا ہے ۔ لہذا اگر مسلمان ایک طرف اون کھلے ہوئے مخالفین اسلام سے اپنی حفاظت کا سامان کریں تو دوسری طرف اونکے ان اتحادیوں سے بھی بہت ہوشیار رہیں ۔ کہ کہیں اون کی بتائی ہوئی حفاظتی تدبیریں اور اولٹی مسلمانوں کے ہی گلے میں پھندا نہ ثابت ہوں ۔ اور مدافعت اعدا میں اوسی صحیح سچی یقینی تیر بہدف تدبیر سے ہی کام لیں جو اون کے خدا و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی ارشاد کردہ ہے ۔ جسکی تشریح و تفصیل سے قبل ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بطور جواب الزامی یہ دکھانا چنداں ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ خود آریہ تہذیب اپنے آریہ روایات و تعلیمات کسقدر

سرچشمہ فساد اور منبع گوناگوں ظلم و عناد ہیں۔ آریوں کا تو سارا کارنامہ اور اون کی تعلیمات کی تو مخصوص و ممتاز روح یہی ہے۔ جسکا روزانہ ہر خاص و عام کو تجربہ و مشاہدہ اونکے اعمال و افعال سے برابر ہوتا رہتا ہے۔ اور ہمارے دکھانے سے آریہ اوس سے باز آنے کے نہیں۔ لہذا ہم اوسکے لیے آریہ لٹریچر کی ورق گردانی کرکے اپنی روح ایمانی کو بے ضرورت اور بے فائدہ اذیت کیوں دیں۔ نہ ہمارے نزدیک اس شکوہ سے کچھ حاصل کہ غریب مفتی محبوب علی جو قتل شردھانند کے تھوڑی ہی دیر بعد اوسی دن قتل مذکور کیوجہ سے غصہ و طیش سے بھرے ہوئے ہندو مجمع کے ہاتھوں چند اور بے قصور مسلمانوں کیساتھ زخمی ہوئے۔ اور بعد میں اونہیں زخموں سے جانبر نہو سکے۔ اونکے اس مظلومانہ اور بے قصور قتل پر کسی آریہ بلکہ کسی ہندو یہانتک (کہ جہان تک ہمارا علم ہے) گاندھی نے بھی جو لیڈران قوم کے نزدیک بہت مخلص و ہمدرد انسانیت شخص ہے ایک حرف بھی اون ظالم قاتلوں سے اظہار نفرت و بیزاری اور اونکے فعل کی مذمت کا زبان پر نہ آنے دیا۔ غریب مسلمانوں کے خون کی جبکہ خود بڑے بڑے مدعیان اسلام لیڈران قوم کی نظر میں یہ بے قدری ہو کہ وہ ظالم سفاک قسی القلب ہنود جنہوں نے کٹار پور میں بہت سے غریب بے قصور مسلمانوں کو نہایت شقاوت سے زندہ جلایا اور مٹی کا تیل ڈالکر بھونا۔ اون میں سے بعض کو جرم ثابت ہو جانے پر جب گورنمنٹ نے پھانسی کا حکم دیا تو انھوں نے اون وحشی درندہ صفت بلکہ اوس سے بدتر قاتلوں کو پھانسی سے بچانے کے لیے وزیر ہند کو تار دیا (دیکھو ہمدم ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۲۷ء میں ہمدرد دہلی کے اقتباس میں محمد علی کا خود اپنے اور شوکت علی کی نسبت یہ اقرار) جو صاف کہہ چکے کہ "اگر ایک ہندو قتل ہو جائے تو دس مسلمان اوسکے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کیلیے تیار ہو جاویں گے (از تقریر ابو الکلام مندرجہ مشیر دکن ۲۵- جون سنہ ۱۹۲۱ء) جو اپنے ہندو بھائیوں مشرک آقاؤں سے اتحاد اون کی غلامی و انقیاد نباہتے ہوئے خاص اپنے مسلم خلیفہ و خلافت تک سے برسر پیکار اور مرنے مارنے کو تیار ہو گئے (دیکھو اونہیں ابو الکلام کی

دہی تقریر نیز علی برادران وغیرہما کے بیان) ایسی حالت میں کیا آریہ صاف لگا سا جواب نہ دینگے کہ ہم کیا کریں جو سفتی جی ہارے گئے جنہوں نے مارا ہے خاص اونسے جاکر پوچھو پھر یہ بھی جب ہے کہ آریوں نے ان اپنے پس پردوں کی بہت رعایت کی - ورنہ اس وقت جو اون کے اندرونی جذبات اسلام و مسلمین کے ساتھ اون کی تحریروں تقریروں سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ تو جو بھی بے پروائی اور بے قدری کا جواب اونسے نہ دلوادیں وہ کم ہے لہذا ہم اس شکوہ کو بے ضرورت وغیر مفید جانکر اپنے مضمون کو اس بیان پر ختم کر دینا چاہتے ہیں کہ آیا مسلمان ان مصائب سے کسطرح چھٹکارا پائیں

مسلمانوں کے لیے چارۂ کار۔

اس کے جواب میں ہم کوئی نئی بات اور اپنی طرف سے نہیں کہینگے - بلکہ اپنے مسلمان بھائیونکو اونکے رب حکیم کی کتاب کریم سے وہی نسخۂ شفا بتائینگے - جس کا اعلان اوسنے آج سے تیرہ سو برس سے بھی زائد پہلے سے کر رکھا ہے - اور جو ہمیشہ تجربہ سے اکسیر اور سچا تیر بہدف ثابت ہوا ہے - ہمارا مولی کریم رؤف و رحیم جل مجدہ و عم نوالہ فرماتا ہے ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين اور نہ سستی کرو اور نہ غم کہاؤ تمہیں غالب آؤگے اگر ایمان رکھتے ہو۔

ہمارے لیے نہ اس کی ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ کسی سے لڑائی جھگڑا مول لیں نہ ہمیں اسکی اجازت کہ ہم غدر و فساد پھیلائیں - نہ ہمیں اسکی حاجت کہ ہم آریوں ہندوؤں یا کسی بھی غیر مسلم کی خوشامد کریں اونکے سامنے اپنے دکھ درد کا فضول رونا رو کر اپنی آنکھیں کہوئیں - یا خود ظالم ہی کے سامنے اوسکے ظلم کے شکوہ و شکایت کا دفتر کہولکر اوسے اور اپنے اوپر ہنسنے اور ظلم پر زائد جری ہونیکا موقع دیں - ہمارے لیے ضرورت اور صرف اسکی ضرورت ہے کہ ہم سچے معنی میں پورے طور سے صورت و سیرت میں ظاہر و باطن میں پکے خالص مومن و مسلم بنجائیں - ہمارے افعال و اقوال صورت و سیرت رفتار و گفتار عادات و اطوار سچے مومن اور پکے مسلم کے اقوال و افعال و صورت و سیرت سے جو خلاف ذرا سا بھی واقع ہو گیا ہے اوسے قطعاً دور کر کے اپنی صورت و سیرت سب باتیں اسلامی بنالیں

اور اسکے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے علمائے دین کی جو سچے وارثان حضور ختم المرسلین صلوات اللہ تعالےٰ
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین ہیں دل سے قدر کریں - اونکی صحبت اونکی خدمت میں حاضری اون کے
ارشادات کی جو درحقیقت خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں پیروی
اختیار کریں - اونسے بقدر ضرورت علم دین خود سیکھیں اور اپنے متعلقین کو سکھائیں اور اوس پر عمل پیرا
ہوں - اپنے آپسمیں سنی مسلمان بھائیوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں - ہر بدمذہب بیدین بکفر و شرک
کی صحبت اوسکی وداد و محبت سے قطعی پرہیز کریں کہ یہ سب بحکم خدا و رسول ہمارے لیے سخت مہلک ہے - جو بد عادتیں
اور مضر رسمیں ہمنے اختیار کر رکھی ہیں اونھیں ایک ساتھ قطعاً چھوڑ دیں - کفایت شعاری اختیار کر کے
اپنے مصارف کو مداخل کے اندر رکھیں بلکہ حتی الامکان کچھ پس انداز کریں کہ وقت ضرورت کام آئے
اور بنیوں مہاجنوں کے سودی قرضوں کے ذلت و زحمت کے طوقہائے گراں بار ہماری گردنوں
میں نو پڑیں - اپنے بھائیوں کے دکھہ درد کی خبر رکھیں - تمام مسلمان اخوت و وحدت کے ایک رشتۂ
اتحاد میں متحد ہو کر ایسے جیسے کانھم بنیان مرصوص گویا وہ عمارت ہیں رانگا پلائی اپنے ہر کام
ہر بات میں اپنی شریعت حقہ محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وتحیہ کو اپنا دستور العمل لازمی قرار دیں
جب اسطرح اپنے آپکو آراستہ و پیراستہ کرلینگے تو خدا کا فرمان ہے اور اوسکا فرمان کبھی جھوٹا نہیں
ہوسکتا کہ انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین تمہیں غالب آؤگے اگر ایمان رکھتے ہو اسوقت ہمارا
مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنی ربانی قوت وقدرت سے ہماری مدد و نصرت فرمائیگا - اور پھر کوئی دشمن کیسا ہی
طاقتور کیوں نہو ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکیگا - ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم اگر اللہ تمہاری مدد کرے
تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا -

کونوا انصار اللہ

ہمارے سنی بھائیوں میں ایک نہایت مہلک مرض عام طور پر پھیل گیا ہے کہ اول تو وہ اپنے سچے مخلص
خیر خواہ کی سچی مخلصانہ خیر خواہی کی بات سینگے ہی نہیں اور اگر سن بھی لی تو اوس پر عمل بہت کم کرینگے
اور پھر اپنے اس فقدان و نقصان عمل کا الزام اوس بیچارے خیر خواہ کو دینگے - حالانکہ طبیب کیسا ہی

حاذق کیوں نہو اور اکسیر ہی کیوں نہ بتاوے۔ لیکن مریض اوسکو استعمال کرے تو نتیجہ معلوم اور طبیب کو الزام دینا قطعاً غلط ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اپنے بھائیوں سے اس مرض کو کیسے دور کریں جسنے اونکو یقینی اکسیر کے بھی نتیجہ شفا سے محروم کر رکہا ہے۔ سوائے اسکے کہ ایکبار اونہیں یہ بہ خبا دیں کہ بھائیو تم تو خواب غفلت میں پڑے ہو۔ اور دشمن تمہارے گلے پر نہ صرف چڑہ بیٹھا۔ بلکہ تمہارا گلا گھونٹنے بھی لگا ہے۔ اگر تمہاری غفلت کا یہی عالم رہا اور تمنے اب بھی ہاتھ پاؤں مار کر اوس سے اپنا گلا نہ چھڑایا تو اب وہ دو چار ہاتھ ایسے کرے لگائے دیتا ہی جو تمہاری رہی سہی سانس بھی بالکل نکل جائیے۔ دیکھو اس قتل شردہانند کے سلسلہ میں آریوں نے تمہارے مٹانے برباد کرنے کی تیاریاں کس زور شور سے شروع کر دی ہیں۔ اور وہ اپنی تمام تر زور و زر وغیرہ کی قوتوں کو تمہارے خلاف مجتمع کر رہی ہیں۔ کیا تمنے نہ سنا وہ تو تمہیں صاف صاف سنا چکے ہیں کہ "اوم کا جھنڈا ہر مسجد پر اوڑیگا" (دیکھو رام دیو کا مقولہ مسٹر آصف علی کے بیان مندرجہ ہمدم ۲۹ دسمبر ۲۶ء میں) وہ للکار للکار کر کہتے ہیں کہ ؎

ہندو و تم میں ہے گر قوت ایماں باقی   رہ نجائے کوئی دنیا میں مسلماں باقی

(دیکھو ہمدم ۳۰ جنوری ۱۹۲۷ء میں ایڈیٹر ہمدم کے نوٹ میں ہندو اخبارات کا حوالہ)

او دنیا کی تو ہم نہیں کہتے۔ لیکن کیا ہندوستان کے مسلمانوں کی اپنے دین و مذہب کی حفاظت کیطرف سے بے پروائی اور بے حسی اپنی زبان حال سے اسکے جواب میں پکار پکار کر یہ نہیں کہہ رہی کہ ؎

بے حسی کی یہی حالت رہی گر یاں باقی   ہند میں رہ نہیں جائیگا مسلماں باقی

مگر سنو تو کیا تمہاری ایمانی حمیت کیا تمہاری دینی غیرت کیا تمہاری قومی شرافت کیا تمہارے نامور برگزیدہ اسلاف کے راہ دین میں جانفروشانہ کارنامے۔ اور کیا تمہارے خدا و رسول کے احکام بھی تمہاری طرف سے یہی جواب دئیے جانیکا تقاضا کر رہے ہیں۔ ہاں ہاں اوٹھو اوٹھو اور اس سے پہلے کہ دشمنان دین تمہارا سرزمین ہند سے نام بھی مٹا دین اونہیں دکہا دو کہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق   ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ہاں ہاں آج دین حجازی جو اپنے وطن اصلی سے ہزاروں کوس دور سرزمین ہند میں ہماری غفلت اور بے حسی کے ہاتھوں غریب الوطنی کے مصائب اوٹھا رہا ہے - پکار رہا ہے کہ من انصاری الی اللہ کون جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کرے - کیا ہے کوئی خدا کے دین کا سچا عملی درد رکھنے والا بندہ جو دین کی اس صدا پر لبیک کہتا ہوا نحن انصار اللہ ہم دین خدا کے مددگار ہیں - کا ایمانی جواب صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ دل وجان وتن و دولت سب سے دیتا ہوا بڑھے - اور اپنے اور تمام جہان کے مالک و مولی تبارک وتعالے کی بارگاہ سے اوسکے بدلہ میں دارین کی فلاح دنیا میں عزت آخرت میں نجات وجنت اور رضوان اکبر کی لازوال دولت پائے کونوا انصار اللہ تم اللہ کے دین کے) مددگار رہو جاؤ - اور اللہ فرماتا ہے ان تنصروا اللہ ینصرکم اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا - اور فرماتا ہے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا - اب اس شکل اول بدیہی الانتاج کا یہ قطعی نتیجہ ہے کہ جب تم اللہ کے دین کے مددگار اوس کے دین کے حامی اور خود اوس پر پورے طور پر قائم ہو جاؤ گے تو پھر تم پر کوئی غالب نہ آسکے گا ۔

محمد میاں قادری از حیدرآباد دکن
۱۳ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ

ذکر رضا

دوبارہ حرمین طیبین جانا اور وہاں کے اکابر علما و فضلا و اہل افتا کا اوس کی عزت فرمانا اور مختلف علوم میں اوس سے سندیں لینا اور اوسکے سلسلہ بیعت میں داخل ہونیکا شرف حاصل کرنا۔

بار دیگر جو گیا حج کو وہ مذہب کا رئیس — نیر صوبین سیکڑے یہ سال تھے زائد تیئیس [۱۳۲۳]

حج ادا کر کے مدینے کو گیا وہ سردار — شکر حق دونوں جگہ اوسکا ہوا خوب وقار

پیشوایان شریعت ہوئے اوس پہ نازاں — رازداران طریقت ہوئے اوس سے شاداں

بعض پیچیدہ مسائل کو کیا حل اون کے[۱] — جنمیں حیران و پریشان تھے اک مدت سے

دونوں شہروں کے صنادید و اکابر جو تھے — معدن علم و ہدایت کے جواہر جو تھے

سب نے تسلیم کیا اوسکو امام و استاد — مطلع علم خداداد و ذکائے ارشاد

کوئی بیعت سے مشرف کوئی تلمیذ ہوا[۲] — کوئی دیتا تھا دعائیں کوئی کرتا تھا ثنا

---

[۱] منجملہ اون کے ایک مسئلہ نوٹ کا ہی جسیں مالہ و ماعلیہ سے کامل بحث فرمائی اور ایسا خوبی سے حل فرمایا کہ بڑے بڑے مفتیان عرب نے صاحب ترجمہ کا لوہا مانا اور مدح و تحسین میں کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا یہ ایک بڑا رسالہ ہو گیا جس کی نقلیں اکابر علمائے حرمین نے لیں پھر مع ترجمہ حلیہ طبع سے آراستہ ہوا نام نامی کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم ہے۱۲

[۲] بعض سند یافتہ و تلامذہ و مریدین صاحب ترجمہ کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت مولنا شیخ صالح کمال سابق مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ حضرت مولنا شیخ عابد بن حسین سابق مفتی مالکیہ مکہ معظمہ۔ حضرت مولنا سید اسمٰعیل بن سید خلیل آفندی محافظ کتب خانہ مکہ مکرمہ۔ حضرت مولنا سید ابو حسین مرزوقی امین الفتوی و مدرس حرم مکہ معظمہ۔ حضرت مولنا شیخ اسعد دہان مدرس حرم مکہ مشرفہ۔ حضرت مولنا شیخ عبد الرحمن دہان مدرس حرم مکہ مکرمہ حضرت مولنا محمد سعید مغربی شیخ الدلائل و مدرس حرم مدینہ طیبہ۔ حضرت مولنا سید عبد الحی فاسی مغربی خاتمۃ المحدثین و مصنف رسائل کثیرین۔ حضرت مولنا شیخ عبد اللہ میرداد مدرس و امام خطیب حرم مکہ مکرمہ ابن حضرت مولنا شیخ احمد ابو الخیر شیخ الخطبا و شیخ الائمہ۔ ان صاحب نے نہایت خصوصیت کے ساتھ بیعت فرمائی۔ حضرت مولنا سید عبد اللہ دحلان برادر زادۂ اعلحضرت مولنا سید احمد زینی دحلان سابق شیخ العلما۔ حضرت مولنا شیخ سالم بن عیدروس مدرس حرم مکہ معظمہ۔ حضرت مولنا شیخ احمد خضراوی مکی۔ حضرت مولنا عبد القادر کردی رئیس مکہ مکرمہ۔ حضرت مولنا حسین بن جمال مکی حضرت مولنا شیخ بکر رفیع مکی۔ حضرت مولنا سید مصطفیٰ افندی ابن حضرت مولنا سید خلیل آفندی محافظ کتب خانہ حضرت مولنا شیخ حسن عجیمی مکی۔ ان صاحب کے آبا و اجداد سات پشت تک متواتر مفتی مکہ مکرمہ ہوتے آئے ہیں۔ حضرت مولنا شیخ عمر حمدان محرسی مدرس حرم مدینہ طیبہ۔ منقول از تحفۂ حنفیہ جلد ۱۱ پرچہ تیئیس بابت ۱۳۲۵ھ ہجری نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

ہے وہی آجتک اوس شہ کی عرب میں عزت | رفعت علم لدنی کا وقار و حرمت
ہے نہیں امر خفی عام ہے اسکی شہرت | دیکھ لو اسمیں ہیں موجود کتب[1] باکثرت
گر کروں نظم تکلف ہو بلاشبہہ عیاں | جو تکلف بھی کیا جائے تو وہ بات کہاں
ہے یہی لطف کہ الفاظ ہی ہوں منقول | مختصر کرکے لکھوں تاکہ نہو جائے طول
ہاں مگر نظم کے آخر میں کرونگا مذکور | خاتمہ میں ہو مناجات یہی ہے منظور

---

[1] یعنی صاحب ترجمہ کی تعریف اور اوس کے مصنفات کی توصیف بہت کتابوں میں طبع ہو چکی ہے منجملہ اون کے ایک کتاب مذکور کفل الفقیہ دوسری الدولۃ المکیہ تیسری فتاوی الحرمین چوتھی حسام الحرمین پانچوین المعتمد المستند یہ سب کتابیں بزبان عربی صاحب ترجمہ نے تصنیف فرمائیں جو مع ترجمہ اردو طبع ہو چکیں ہر ایک اپنے بیان میں بے نظیر ہے ۱۲ (باقی دارد)

اکابر سلسلہ عالیہ برکاتیہ کے متبرک حالات

از اولاد رسول حضرت مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم مارہری

لاحق بسابق

تصانیف حقائق و معارف شریعت و طریقت کی نشر و اشاعت کے لیے آپنے بعض اوقات فرصت میں تالیف و تصنیف کا شغل بھی فرمایا۔ حضرت کی تصانیف آپ کی سیرت مبارکہ و کمال علمی و عملی کا آئینہ و نمونہ ہیں۔ اور طالب صادق کے لیے راہ خدا کے سلوک میں مشعلِ ہدایت۔ اور باعتبار کثرت مطالب و وضاحت مقصود و قلت الفاظ "ما قل و دل" کا ایک بہتر مصداق۔ ہم یہاں بلحاظ اختصار اون کے اقتباسات دینے اور اونپر زائد تبصرہ کرنے سے معذور ہیں۔ لہذا صرف اسیقدر پر اکتفا کرکے اون کے نام بتائے دیتے ہیں مفصل تبصرہ ہماری بڑی کتاب میں ہے۔

[۱] رسالہ چہار انواع۔ [۲] رسالہ سوال و جواب و [۳] عوارف ہندی۔ و [۴] دیوان عشقی۔ [۵] پیم پرکاس [۶] دیوان ہندی۔ و [۷] ترجیع بند حالیہ۔ و [۸] مثنوی ریاض العاشقین۔ و [۹] بیاض باطن۔ و [۱۰] بیاض ظاہر

ورسالہ تکسیر - وصیت نامہ - اوران کے علاوہ بعض اور بھی چھوٹے چھوٹے رسائل اعمال و اشغال وغیرہ میں حضرت کی تصنیف و تالیف سے ہیں - جن میں سے متعدد بخطہ الشریف فقیر کے کتب خانہ میں بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں -

حضرت فارسی اور ہندی دونوں زبانوں میں وصاحب دیوان ہیں - فارسی میں عشقی اور ہندی میں پیمی تخلص فرماتے تھے (کاشف الاستار وغیرہ)

مارہرہ کے صاحبِ ولایت بنائے جاتے ہیں

اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد حضرت نے بلگرام سے مارہرہ تشریف لاکر اول اپنی آبائی خانقاہ میں جو یہاں گوندلو محلہ میں تھی کچھ عرصہ تشریف رکھی - گوندل ایک بدمعاش قوم تھی جو حضرت کیساتھ طرح طرح کی گستاخیاں کرتی رہتی - آخر ایکبار حضرت نے اون کی گستاخی سے تنگ آکر ارادہ فرمالیا کہ اب یہاں سے ہجرت کرجایئے - اور اس ارادہ سے چلکر قصبہ سے کوئی پانسو قدم باہر پہنچے تھے کہ ایک کیفیت جوش باطنی پیدا ہوگئی - اور اوس حالت میں آپ نے سرکار غوثیت میں رجوع کی - سرکار سے فرمان ہوا کہ بس اب یہاں سے آگے نہ بڑھو - چنانچہ اس قصہ کی تفصیل خود حضرت نے اپنی مثنوی ریاض العاشقین میں فرمائی ہے الغرض بموجب حکم فیض شیم حضرت وہیں رک گئے - اس عرصہ میں رئیسانِ شہر کو حضرت کے اسطرح ناراض ہوکر ہجرت کرجانے کی خبر لگی - وہ حاکم وقت کو ساتھ لیکر حاضر ہوئے اور نہایت اصرار و الحاح سے حضرت سے عرض کیا کہ ہمارے شہر کی رونق و برکت حضرت کے دم قدم سے وابستہ ہے حضرت اس قصبہ میں رونق افروز رہیں - اور حاکم وقت کی سند سے پانچ بیگھ پختہ زمین کی سند نذر گزرانی کہ حضرت اوس میں اپنے لیے اور اپنے متعلقین کے لیے مکانات بنائیں - اون کے اصرار بسیار سے حضرت نے قبول فرمالیا اور رشد اللہ جہیں اس جگہ جہاں اب بستی پیرزادگان آباد ہے - ایک نئے محلہ کی بنیاد ڈالی - خدام و معتقدین نے تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں حضرت کے لیے مسجد و خانقاہ و محلسرا و چاہ پختہ تعمیر کردیئے - اور تھوڑے ہی عرصہ میں شہر کی آبادی بڑھکر یہ نئی بستی قصبہ کا ایک محلہ بنگئی - حضرت نے اسکا نام پیم نگری

رکھا۔ اور اوسو قت سے ابتک حضرت اور حضرت کی اولاد و متعلقین کی سکونت وہیں ہے۔
(کاشف الاستار و بیاض احمدی وغیرہ) اب کہ حضرت کی سکونت مستقلہ مارہرہ میں ہو گئی تو
سرکار غوثیت سے یہاں کی خدمت ولایت حضرت کو سپرد فرمادی گئی۔ جس کا واقعہ حضرت سیدی
وسندی والد ماجد دامت برکاتہم بزرگوں سے سنا ہوا اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ ایکبار حضرت کو
عالم واقعہ میں بشارت ہوئی کہ تم یہاں کے صاحب ولایت مقرر کیے گئے۔ اور تمہاری اولاد بھی کئی
پشتوں تک یہاں کی صاحب خدمت ہوتی رہیگی۔ جلد اپنے کسی مرید کو کلیر شریف کے عرس روانہ
کرو اسی ضمن میں وہ تمہارے پاس ولایت کا خلعت وعطیہ لے آئے۔ حضرت نے اپنے خادم خاص کو
روانہ کیا۔ عرس کے ایام تھے۔ راہ میں اونھیں ایک ٹانڈ جو کھیت کی رکھوال کے لیے کسان لوگ کھیتوں
میں باندھ لیا کرتے ہیں۔ بیٹھے ہوئے ایک بزرگ ملے اور ان کو سات منکے (جن میں بعض دانہ
عقیق کے اور بعض لکڑی اور بعض شیشہ کے ہیں) اور دستار مبارک حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ دیکر فرمایا کہ یہ اپنے مرشد شاہ برکۃ اللہ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ یہی پیام یہی رسالہ۔ کہیو
برکات مارہرہ والا۔ اون صاحب نے یہ تبرک اور خلعت حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جسپر
حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ وہ بزرگ حضرت شاہ بو علی قلندر رتھے جو سرکار غوثیت میں بعہدہ
بخشی گیری مامور ہیں جو یہ عطیہ غوثیہ اسطرح مجھے پہنچا گئے۔ اس دستار مبارک کا ایک ٹکڑا اب بھی
جو حضرت قبلہ وکعبہ کے پاس ہے اور یہ منکے تبرکات مشترکہ میں ہیں۔ جنکی ہمارے یہاں کے عرسوں
میں زیارت ہوتی ہے۔ ایک منکہ عقیق خوش رنگ کا حضرت قبلہ وکعبہ نانا صاحب سید شاہ
ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب نے اس فقیر کے بچپن میں اس فقیر کو عطا فرماکر ہاتھ میں
باندھ دیا تھا۔ جو اب بھی فقیر کے پاس ہے۔

تبرکات شریف ان منکوں اور دستار غوثیت کے علاوہ حضرت کے پاس ایک
موئے شریف حضور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ ایکدن خود حضور سرکار رسالت
نے حضرت سے عالم واقعہ میں ارشاد فرمایا کہ ہم اپنا موئے مبارک تمہیں عطا فرماتے ہیں ان کے

بعد سے حضرت ہمیشہ اس عطیۂ عظمیٰ کے منتظر رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ موئے مبارک ایک عجیب طرح سے حضرت کے خلیفہ شاہ روح اللہ کے ذریعہ سے حضرت کو پہنچا (کاشف الاستار وغیرہ) اسکے پہنچنے کی مفصل حکایت ہمنے اپنی بڑی کتاب میں ذکر کی ہے۔ یہ موئے مبارک اب بھی بفضلہ تعالیٰ ہمارے یہاں کے تبرکات مشترکہ میں چاندی کی چھونچھی میں رہا ہے۔ اسکے علاوہ حضرت کے پاس موئے مبارک حضرات حسنین کریمین اور موئے مبارک حضور سرکار رسالت جست کی چھونچھی والا و خرقہ مبارک مرتضوی بھی موروثی تھے۔ جو اب بھی بفضلہ تعالیٰ تبرکات مشترکہ میں ہیں۔ اور اپنے اکابر کے اور بھی تبرکات مثل خرقہ و عمامہ و سیلی وغیرہا تھے جو ہمارے پاس مشترکۃً و منفرداً ہیں۔ موئے مبارک حضور سرکار رسالت کی زیارت بھی حضور صاحب البرکات عرس نوچندی میں کرایا کرتے تھے (کاشف الاستار وغیرہ)۔

معاش ظاہری | چونکہ حضرت کو دنیا و متاع دنیا سے استغنائے کلی تھا جو فتوح غیبی بلا منت خلق پہنچتی۔ خدمت علمائے دین و صادرین و فقرا و درویشان خانقاہ و دیگر متعلقین میں صرف فرما دیتے کوئی مستقل نذر از قسم دیہات وغیرہ قبول نفرماتے۔ مگر بعض امرائے و نوابان عہد نے جو حضرت کے خالص مخلص نیازمند تھے۔ بعد اصرار بسیار خدمت درگاہ و مسجد و خانقاہ کا واسطہ دیکر چند دیہات وغیرہ نذر گزرانے تھے (بیاض احمدی) اور خود سلطان زمان محمد شاہ بادشاہ کے سنہ ۱۱۴۱ھ کے نذر کردہ دو گانوں دادن پور او برکات نگر۔ تلوک پور۔ اب تک چلے آتے تھے۔ فقیر کے ہوش میں ہمارے کنبہ والوں نے اون کی زمینداریاں بیچ ڈالیں۔ خود معافی بھی بعض حصہ داروں کا ضبط ہوگیا اور بعض کا اب بھی موجود ہے۔ والبقاء للملک المعبود (اخبار مارہرہ وغیرہ) ✣

(باقی دارد)

دیانندی آریہ

لاحق بہ سابق

ستیارتھ پرکاش کے قرآن پاک پر اعتراض اور اُنکے جواب

جوابات اعتراضات متعلق سورۂ فاتحہ۔

(بقیہ جواب)

ہمیں ہر جنم میں آپ کی رحمت سے سکھ حاصل ہو یہی آپ سے التجا ہے۔ پنڈت صاحب جب آپ کے قواعد سے نیکی کا بدلہ راحت دینے پر ایشور مجبور ہے اور بدی کا بدلہ رنج و تکلیف دینا بھی اُس کو ایسا ہی لازمی اور ضروری ہے اور معاف کرنا آپ کے مذہب میں ایشور کے مقدور اور امکان سے باہر ہے تو رحمت و عنایت کے معنی کیا۔ اور سکھ کی التجا کیسی وید آپ کے مدعا کو خاک میں ملا رہا ہے اور تناسخ کے اصول کی بیخکنی کر رہا ہے۔ اگر میں آپ کو وید کے منتر کراؤں جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ پریشان ہو جائیں۔

یجر وید ادھیائے ۴ منتر ۱۵ ملاحظہ ہو۔ "اے جگدیشور (مالک جہان) مجھے اگلے جنم میں آپ کی عنایت سے علم وغیرہ نیک گنوں سے آراستہ من (دل) اور عمر نیک خیالات سے پُر اور پاک آتما آنکھ اور کان عطا ہوں۔ تمام دنیا کو نور یا بصارت چشم عطا کرنے والا پرمیشور جو مکر وغیرہ تمام عیبوں سے پاک اور جسم وغیرہ کا محافظ عین علم و راحت مطلق ہے جنم جنم میں ہمیں پاپ کے کاموں سے بچائیو۔ اور ہماری حفاظت کیجیو تاکہ ہم پاپ سے بچکر ہر جنم میں سکھ پاویں"۔ اب فرمائیے کہ دعا پر دعا سوال پر سوال ایسے ایشور سے جو اپنی طرف سے کوئی راحت و آسائش دینے کا مالک و مختار نہیں کسی تکلیف سے بچانا اوسکے اختیار میں نہیں کیونکہ کرم کا پھل بھوگنا ضروری ہے ایسے مجبور اور لاچار ایشور سے سوال اور دعا لغو و بے حاصل نہیں تو کیا ہے اور اگر اوسکا کچھ حاصل ہے اور ایشور کو بغیر عمل کے عنایت و رحمت کا اختیار ہے تو تناسخ باطل۔ آواگون غلط۔ اور آپ کا اعتراض آپ کی گردن پر سوار کہ بغیر سابقہ عمل کے

کسطرح اوس نے رنج و راحت پہونچایا۔ اس سے اور بھی زیادہ سخت تر تکلیف اور عظیم مصیبت آپ کے لیے وہ ہے جو وید میں باین الفاظ تحریر ہے "مجھ کو جنم جنم میں ہمیں باپ کے کاموں سے بچائیو"۔ اگر ایشور کی قدرت میں ہے کہ وہ مخلوق کو گناہوں سے بچالے تو کسی کو بچا لینا اور کسی کو نہ بچانا بلکہ دیدہ و دانستہ گناہ میں مبتلا کرنا آریہ اصول کی بنا پر انتہا درجہ کی ستمگاری اور ظلم ہے۔ درحقیقت آریہ ایشور کو مالک و مختار نہیں مانتے بلکہ مجبور و بے اختیار سمجھتے ہیں۔ جب تو پنڈت دیانند نے قرآن پاک پر اعتراض کرتے وقت کہدیا کہ بعض لوگوں پر رحمت کرنے اور بعض پر نہ کرنے سے خدا طرفدار ٹھہرتا ہے کیونکہ گناہ و ثواب کے بغیر رنج و راحت کا دینا قطعی بے انصافی کی بات ہے۔

یہ **اعتراض** قرآن پاک کیطرف متوجہ بھی نہیں ہوا جیسا کہ میں گزارش کر چکا ہوں اور مسلمانوں کا اعتقاد اس مضمون کی دھجیاں بکھیر دیتا ہے۔

اہلِ اسلام خداوند عالم کی عظمت و جلالت سے باخبر اور اوسکی قدرت تامہ اور مالکیت حقیقیہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ انھیں یقین ہے کہ اللہ تعالے وہ مالک الملک وہ قادر مطلق ہے جو اپنے ملک میں اپنی ملک میں جو کچھ بھی تصرف کرے وہ حق و بجا ہے۔ اور اگر ایسا نہو تو ملک و قدرت کے معنی ہی کیا ہیں۔ لیکن پنڈت صاحب اللہ کے اوصافِ کمال اُسکے عظمت و جبروت سے بالکل ناواقف اور محض ناآشنا ہیں۔ اُنکے نزدیک ایشور کا یہی مرتبہ ہے کہ وہ کسی کو ذرہ بھر تکلیف یا راحت نہیں پہونچا سکتا لیکن وید کی دعاؤں کا سلسلہ اُنکے قدم نہیں جمنے دیتا۔ اور اُنکے خیال کو باطل کر دیتا ہے۔ اور جو اعتراض اُنھوں نے قرآن پاک پر جمانا چاہا تھا قرآن شریف تک تو نہیں پہونچ سکتا خود پنڈت جی کی گردن کے لیے پھانسی بنجاتا ہے۔ جس سے اُن کی رہائی کسیطرح ممکن نہیں۔

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مطبوعہ مفید عام لاہور صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔

جو پاپ کے کام کیے ہوتا ہے وہ اگلے جنم میں انسان کا جسم نہیں پاتا۔ بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پاکر دکھ بھوگتا ہے"۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسان کا جسم وہی لوگ پاتے ہیں جو پچھلے جنم میں بالکل بے گناہ تھے کیونکہ پاپی کو تو انسان کا جسم مل نہیں سکتا۔ تو اس قاعدہ سے کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس نے پچھلے جنم میں کوئی گناہ کیا ہو۔ پھر **حمل و وضع** کی تکلیفیں جو سب کو پہنچتی ہیں کس گناہ کی پاداش میں ہیں۔ اب **پاپ** کس کے گھر سے آئیگا۔ کسیکو امیر دولتمند کسی کو مفلس غریب فقیر حاجتمند۔ کسیکو عورت کسکو مرد کسی کو مخنث کسیکو تندرست کسی کو بیمار کردینا بے سبب بے گناہ اور ظلم عظیم ہے۔ آپ کے اصول سے ایشور اس سخت جرم کا مرتکب ہے کہ اوس نے بغیر کسی گناہ کے انسان کی پیدائش میں اسقدر فرق رکھے۔ دیکھیے آریہ اوسکے لیے کیا سزا تجویز کریں۔

علاوہ بریں آریہ نے کسی کو معصوم تو مانا نہیں۔ انسانوں کی عام حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ ایسی چیز ہے جس سے کوئی شخص نہیں بچتا۔ بڑا نہیں چھوٹا ہی بہت نہیں تھوڑا ہی کچھ نہ کچھ گناہ بندہ سے ہو ہی جاتا ہے۔ اور ایشور معاف کرنے کی تو قدرت ہی نہیں رکھتا۔ اور **پاپی** انسان کی جون نہیں پا سکتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی کبھی انسان کی جون ہی نہ پائے۔ اور انسان صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جائے۔ اگر عالم کا انتظام آریوں کے اعتقاد کے موافق ہوتا تو عالم میں کہیں انسان کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ لیکن انسانوں کی کثرت۔ اور مردم شماری کا روز افزوں ترقی کرنا **ویدک دھرم** اور اعتقادات آریہ کے بطلان کی زبردست شہادت ہے۔

کہو پنڈت جی پھر قرآن پاک پر اعتراض کروگے۔ بغیرت۔ شرم۔ **گھبرائیے نہیں** ابھی آپکی پوتھی اور کھولتا ہوں تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ کس سرمایہ پر آپکو غرہ ہے اور کن اباطیل کو آپ کلام حق مان رہے ہیں آپکی اندرونی حالت بھی آشکار ہو جائے۔

(باقی دارد)

شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(از سید الطریقہ جناب مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز خاں صاحب مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی)

آتش عشق است کاندر نے فتاد — جوشش عشق است کاندر مے فتاد

آتش عشق اضافت تشبیہی عشق۔ فرط محبت۔ نے سے وہی انسان کامل۔ اور مے سے مراد محبوب۔ بمناسبت اسکے کہ طالبوں کو بیخود کر دیتا ہے۔ محبوب انسان ذات حق سبحانہ وتعالیٰ اس شعر میں رفعت وشان محبت بتانا منظور ہے کہ یہ صفت عشق ومحبت ایسی مبدء صفات واسماء و منبع خیر وحسنات ہے ہر ہر جگہ اور ہر ہر مقام میں اسکا ظہور ہے۔ ممکن وواجب یعنی طالب ومطلوب دونوں اس سے موصوف ہیں اگرچہ اس اتصاف کیا فرق بے شمار ہے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مگر شارکت اسمی بھی کیا نعمت کم ہے بخلاف اور صفات کے کہ مطلوب کی ہیں یا طالب کی۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

شعر۔ پرتو معشوق اگر افتاد بر عاشق چہ شد۔ ما بدو محتاج بودیم او بما مشتاق بود۔ چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق ترجمہ میں ایک کنز مخفی تھا مجھے محبوب ہوا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس مخلوق کو پیدا کیا مختصر توضیح اس کی یہ ہے کہ جب اسمائے الٰہی اپنے ظہور آثار کے متقاضی ہوئے تو ذات بیچون وبیچگون حق نے کہ غنی ومستغنی ہے عالم کو محض عدم سے خلعت وجود عطا فرمایا اور اوس میں اپنے اسماء اور اون کے آثار ظاہر فرمائے۔ تو عالم تمامہ مظہر اسمائے الٰہیہ ہوا۔ اور اسما کا ظہور اس مظہر پر موقوف یہی معنی ہیں۔ حافظ شیرازی کے مقولہ او بما مشتاق بود کے۔ پہلے اشعار کی شرح کے ضمن میں معلوم ہوا ہوگا۔ کہ جملہ موجودات عالم میں انسان زیادہ جامع حقائق اسماء واکوان ہے۔ پھر انسان کامل بوجہ اکمل مظہر اسما وصفات خالق بیچون۔ اور اوس کو بجمیع الوجوہ محتاج بحق ہونے کا علم ہے تو جس قدر مظہریت زائد اوسیقدر محبوبیت اکمل اور جتنا علم ومعرفت

زیادہ او تناہی عشق و طلب بے اندازہ - اب معنی شعر سنیے فرماتے ہیں کہ یہ آتش عشق ہی ہے کہ انسان کامل ہیں واقع ہوئی - اور اوس کے قلب پر غلبہ کیا کہ سوائے محبوب دوسرے کی گنجایش ہی نچھوڑی کہ العشق نار یحرق ماسوی المحبوب - اور یہ جوش عشق ہی ہے - کہ محبوب میں موجزن ہوا - کہ تمام عالم پیدا فرمایا - اور اسرار الوہیات سے مملو کیا یہانتک کہ انسان کامل کو مظہر اتم و خلیفہ بنایا - پس جیسے عاشق بکمال متوجہ الی الحق ہے ویسے ہی محبوب حقیقی کو بھی فرط عنایت و کرم ہے - واللہ تعالےٰ اعلم و علمہ اتم و احکم -

نے حریف ہر کہ از یارے برید پردہایش پردہائے ما درید

حریف ہم پیشہ دوست و دشمن دونوں معنوں میں اسکا اطلاق ہے یہاں مراد دوست و غمخوار - پردہائے نے سوراخ نے جن سے آواز نکلتی ہے - مراد آہ و نالہ مجازاً نے سے وہی انسان کامل - نالہ سے نالہ قلبی - یعنی اسرار و انفاس پر معارف - پردہائے ما سے غفلت و دوری کے پردے - رعایت لفظی کے طور پر - معنی شعر یہ ہوئے - کہ نے یعنی انسان کامل دوست و غمخوار اوس شخص کا ہے جسکو قطع و فراق محبوب پیش آیا ہو - اور طلب وصال میں سرگرم ہو - ایسے کاملین طالبان حق کی رہبری و مدد فرماتے ہیں - ہزارہا اون کے فیض توجہ سے دولت معرفت سے مالا مال ہوتے رہتے ہیں - چنانچہ خود ارشاد فرماتے ہیں - چونکہ ہم بھی گرفتاران فراق ہیں - اوسکے آہ و نالہ یعنی انفاس قدسیہ و اسرار کی برکات سے ہماری غفلت و دوری کے پردے پھٹ گئے - کہ میدان طلب میں سرگرم ہوگئے - دوری رفع ہوی - قرب حاصل ہوا - واللہ اعلم -

(باقی دارد)

(حضور پُرنور اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

مسئلہ۔ از بلگرام شریف محلہ سیدانپورہ مرسلہ سید محمد ابراہیم صاحب ۱۸۔ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روزہ میں منجن جو بادام۔ کوئلہ۔ سپاری۔ وگل وغیرہ کا
بنتا ہے اسکا استعمال کرنا کیسا ہے اور دربارۂ مسواک کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

مسواک مطلقاً جائز ہے اگرچہ بعد زوال۔ اور منجن ناجائز وحرام نہیں جبکہ اطمینان کافی ہو
کہ اسکا کوئی جز حلق میں نہ جائیگا مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے درمختار میں ہے
کرہ ذوق شیئ الخ واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ ایک شخص پان کھا کے اول شب میں سو یا صبح کو اوٹھکر نیت روزہ کی کرتا ہے
روزہ درست ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر پان کھالیا تھا مونھ میں صرف چند دانے چھالیا کے دانتوں میں لگے رہگئے
تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر صبح کے بعد بھی ایسا اوگال کثیر مونھ میں تھا جسکا
جرم خواہ عرق لعاب کے ساتھ حلق میں جانا مظنون ہے تو روزہ نہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ حالت روزہ میں اگر کوئی شخص پانی سے استنجا کرے اور ریاح اخراج ہو اور وہ
بدستور استنجے میں مشغول رہے تو روزہ رہا یا نہیں۔

الجواب

اس سے روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا لعدم المفطر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

روزہ کی فضیلت

روزہ سے ریاضت اور نفس کشی کی مشق حاصل ہوتی ہے۔ قوت شہوت و غضب جو تمام گناہوں
کی جڑیں ضعیف ہو جاتی ہیں اسلیے کہ غضب و شہوت کا مدار مزاج کی قوت اور روح حیوانی کی
متانت پر ہے۔ روح حیوانی کی تولید اغذیہ و اشربہ سے ہوتی ہے کھانے پینے کی قلت سے روح نرم اور
رقیق ہو جاتی ہے۔ اور بالاضطرار شہوت و غضب میں کمی آجاتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرماتے ہیں ہمیشہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹاکر
عرض کیا کہ ہے۔ فرمایا بھوک سے۔ بھوکا رہنے سے قلب میں صفائی۔ دل میں رقت
عبادت میں لذت۔ دوزخ کی بھوک کی یاد۔ نوم کی قلت اور طاعت پر مواظبت
حاصل ہوتی ہے۔ ہزاروں بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ یہ عبادت انسان کے
حق میں ہر عبادت سے زیادہ مفید ہے انسان اس عبادت کی برکت سے کدورات و ظلمات
بہیمیہ سے صفائی کلی حاصل کر کے مقام کشف و وصول پر فائز ہو جاتا ہے۔ اور تقوی کہ بہترین
خصائل ہے اوسکو حاصل ہوتا ہے۔ ایک بڑا فائدہ روزہ میں فرشتوں کی موافقت ہے
کہ جس طرح کھانے پینے کی محتاج نہیں اسیطرح روزہ دار بھی کھانا پینا ترک کر دیتا ہے بلکہ
حقیقۃ اس باب میں انسان کو فرشتوں پر سبقت ہے کہ فرشتے تو اصل فطرت میں کھانے پینے سے
مستغنی ہیں نہ اونکو بھوک نہ پیاس مگر انسان باوجودیکہ اوسکو کھانے پینے کی سخت احتیاج
اوسکی بقا و بقا راحت و تکلیف کا اسی پر مدار لیکن اپنے مالک و خالق تبارک و تعالی کی
تعمیل حکم کی خاطر کھانا پینا ترک کر دیتا ہے۔ روزہ کے بیشمار فضائل ہیں۔ بیہقی سے مروی
حضور اکرم فخر دو عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں روزہ اور قرآن کریم بندہ کی شفاعت
کرینگے روزہ (جناب باری میں) عرض کریگا کہ الٰہی میں نے اسے کھانے پینے اور شہوات سے
دن میں روکا تو مجھے اسکا شفیع بنا۔ قرآن کہیگا میں نے اسے رات کو سونے سے باز رکھا تو مجھے

اسکا شفیع کر اللہ عزوجل اون کی شفاعت فرمائیگا - جامع ترمذی میں ہی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم جو شخص ایکدن اللہ عزوجل کی راہ میں روزہ رکہتا ہی اللہ عزوجل اوسکو اور دوزخ کے درمیان ایک
خندق (حائل) کردیتا ہی جسکا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلہ کی برابر ہے صحاح میں مروی انسان کا ہر عمل
مضاعف ہوتا ہے ایک نیکی کو دس سے لکہتے اور اسکا ثواب دیتے ہیں یہانتک کہ بعض نیکیاں سات سو تک مضاعف ہوتی
ہیں مگر روزہ اس سے مستثنے ہی اللہ عزوجل فرماتا ہی - الصوم لی وانا اجزی بہ - یعنے روزہ خاص
میرے واسطے ہی اور میں خود اوسکی جزا دیتا ہوں بعض روایات میں بصیغہ مجہول وارد ہی کہ انا اجزی بہ یعنی
میں خود روزہ کا بدلا ہوں اسکا ثواب میری لقا اور میرا دیدار ہی - بخاری و مسلم میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ روزہ دار کی منہ کی بو رب کریم کو مشک سے زیادہ محبوب ہے - اور روزہ دوزخ کی آگ سے سپر ہی صحاح
میں ہے بہشت کے آٹھ دروازہ ہیں اونمیں ایک ریان ہی اوسمیں روزہ داروں کے سوا اور کوئی نہ جاسکیگا اور
جو اوس دروازہ میں داخل ہوگا اوسکو کبھی پیاس نہ لگے گی - طرق عدیدہ سے مروی تین شخصوں کی دعا مستجاب
ہے - روزہ دار مسافر مظلوم - صحاح میں وارد قیامت کو ایک حوض خاص روزہ داروں کو عطا کیا جائیگا
کہ سوا اونکے کسیکو اوسپر باریابی نہ ہوگی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عید کے دن
اللہ عزوجل روزہ داروں کے فرشتوں پر مباہات فرماتا ہی اور اونسے فرماتا ہی اے میرے فرشتو اوس مزدور کا
کیا بدلہ ہے جس نے اپنا کام پورا کیا - عرض کرتے ہیں اے پروردگار اوسکا بدلہ یہ ہی کہ اجر (بلا)
بھی اوسے پورا دیا جائے - ارشاد ہوتا ہے اے میرے فرشتو میرے بندوں اور میری لونڈیوں
نے میرا فرض جو اونپر تھا ادا کیا اب وہ اپنی آوازیں بلند کرتے ہوے دعا میں نکلے ہیں مجھے
قسم ہے اپنے عزت و جلال اور کرم و علو مرتبت کی میں نے اون کی دعائیں قبول
فرمائیں - پھر فرماتا ہے لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخشدیا اور سیئات (برائیوں)
کو حسنات (نیکیوں) سے بدل دیا ٭

خاکسار ابو المعانی مدیر رسالہ

نوٹ۔ تبرکات عالم اور خلیفہ دوم بوجہ کثرت مضامین درج رسالہ نہ ہو سکے انشاء اللہ العظیم آئندہ اشاعت میں اس کی تلافی کر دی جائیگی + خاکسار۔ مدیر

مطبوعہ جدید رسائل کی فہرست

اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ اس رسالہ مبارکہ میں اس امر کی تحقیق جلیل ہے کہ جو صاحب نصاب ہو اور زکوٰۃ ادا نکرے اور خیرات و صدقات دیا کرے تو اسکی خیرات و صدقات قابل قبول نہیں تاوقتیکہ زکوٰۃ ادا نکرے اور جسکے ذمہ فرائض ہوں اور وہ نوافل ادا کرے تو اسکے نوافل بھی قبول نہیں۔ قیمت علاوہ محصولڈاک (۱؍)

اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام اس رسالہ میں دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے اس امر کا ثبوت بیان کیا ہے کہ ہندوستان دار الاسلام ہے دار الحرب نہیں اور آجکل کے ہنود و نصاریٰ کتابی نہیں اور روافض زمانہ علی العموم کفار و مرتدین ہیں قیمت علاوہ محصولڈاک (۱؍)

اراءۃ القحط والوباء اس رسالہ میں ساٹھ حدیثوں سے تعمیہ دینی کی فضیلت اور اسکی خوبیاں اور صلہ رحمی کی فوائد اور مسلمانوں کو جمع ہو کر کھانا کھانے اور کھلانے کا ثواب اور انکے ماسوا اور بکثرت فوائد دینیہ و دنیویہ بیان کیے گئے ہیں کہ اسکے غیر میں نہ ملینگے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک (۱۰؍)

ازکی الاہلال بابطال ما احدث الناس فی امر الہلال اس رسالہ مبارکہ میں اس امر کا کافی ثبوت دیا گیا ہے کہ رویت ہلال میں تار و خط و اخبار ذرا بھی شرعاً نامقبول بلکہ امور شرعیہ میں تار کی خبر محض نامعتبر اور یہ طریقہ کہ تحقیق ہلال کیلئے تار منگایا ہے باطل و خلاف شرع اور ایسے اعلان پر عمل حرام اور اسکی نذر پر جو کر اعلان ہو سب سے زیادہ مقلد آثام والعیاذ باللہ الملک العلام قیمت علاوہ محصولڈاک (۱؍)

التحریر الجید فی حق المسجد اس رسالہ میں اس امر کی تحقیق ہے کہ مسجد کی اشیاء کی خرید و فروخت کن کن صورتوں میں جائز کن کن صورتوں میں ناجائز اور مسجد کی چھت خرید کر اوپر پیخانہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔ قیمت علاوہ محصولڈاک (۱؍)

الاعلام بحال البخور فی الصیام اس رسالہ میں اس امر کا بیان شافی و تحقیق وافی کہ دھواں روزہ دار کے ناک حلق میں بلا قصد از خود چلا جائے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر اپنے قصد و ارادہ سے کسی شے کا دھواں غبار وغیرہ اپنے حلق یا دماغ میں عمداً بے نسیان صوم داخل کرے تو اسکا روزہ ضرور فاسد ہو جائیگا۔ قیمت علاوہ محصولڈاک (۱؍)

بریلی شریف کیلیے رمضان مبارک ۱۳۴۵ھ کے جملہ اوقات روزہ ونماز

اوقات شب						اوقات روز											
تاریخ رمضان ۱۳۴۵ھ	تاریخ انگریزی	عشاء حنفی		ختم سحری		تاریخ رمضان ۱۳۴۵ھ	تاریخ انگریزی ۱۹۲۷ء	طلوع آفتاب		ضحوۂ کبریٰ		نصف النہار ۱۲ بجکر		عصر حنفی		غروب	
		گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ			گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	منٹ	ثانیہ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵ مارچ	۷	۳۲	۵	۱۰	۱	۶ مارچ	۶	۳۲	۱۱	۴۵	۲۳	۴۷	۴	۳۷	۶	۲۰
۲	۶	″	″	″	۹	۲	۷	″	۳۱	″	″	″	۳۳	″	″	″	۲۱
۳	۷	″	۳۳	″	۸	۳	۸	″	۳۰	″	″	″	۱۸	″	۳۸	″	″
۴	۸	″	″	″	۷	۴	۹	″	۲۹	″	″	″	۲	″	″	″	۲۲
۵	۹	″	۳۴	″	۶	۵	۱۰	″	۲۸	″	۴۴	۲۲	۴۹	″	″	″	″
۶	۱۰	″	۳۵	″	۵	۶	۱۱	″	۲۷	″	″	″	۳۳	″	۳۹	″	۲۳
۷	۱۱	″	″	″	۴	۷	۱۲	″	۲۶	″	″	″	۱۷	″	″	″	″
۸	۱۲	″	۳۶	″	۳	۸	۱۳	″	۲۵	″	۴۳	″	۱	″	″	″	۲۴
۹	۱۳	″	۳۷	″	۲	۹	۱۴	″	۲۴	″	″	۲۱	۴۵	″	۴۰	″	″
۱۰	۱۴	″	″	″	۱	۱۰	۱۵	″	۲۳	″	″	″	۲۸	″	″	″	۲۵
۱۱	۱۵	″	۳۸	″	۰	۱۱	۱۶	″	۲۲	″	۴۲	″	۱۱	″	″	″	۲۶
۱۲	۱۶	″	۳۹	۴	۵۹	۱۲	۱۷	″	۲۰	″	″	۲۰	۵۴	″	۴۱	″	″
۱۳	۱۷	″	″	″	۵۸	۱۳	۱۸	″	۱۹	″	″	″	۳۷	″	″	″	۲۷
۱۴	۱۸	″	۴۰	″	۵۶	۱۴	۱۹	″	۱۸	″	۴۱	″	۱۹	″	۴۲	″	″
۱۵	۱۹	″	۴۱	″	۵۵	۱۵	۲۰	″	۱۷	″	″	″	۱	″	″	″	۲۸
۱۶	۲۰	″	″	″	۵۳	۱۶	۲۱	″	۱۶	″	″	۱۹	۴۳	″	۴۳	″	″
۱۷	۲۱	″	۴۲	″	۵۲	۱۷	۲۲	″	۱۵	″	۴۰	″	۲۵	″	″	″	۲۹
۱۸	۲۲	″	″	″	۵۰	۱۸	۲۳	″	۱۴	″	″	″	۷	″	″	″	″
۱۹	۲۳	″	۴۳	″	۴۹	۱۹	۲۴	″	۱۳	″	″	۱۸	۴۹	″	۴۴	″	۳۰
۲۰	۲۴	″	″	″	۴۸	۲۰	۲۵	″	۱۱	″	۳۹	″	۳۱	″	″	″	″
۲۱	۲۵	″	۴۴	″	۴۶	۲۱	۲۶	″	۱۰	″	″	″	۱۳	″	″	″	۳۱
۲۲	۲۶	″	۴۵	″	۴۵	۲۲	۲۷	″	۹	″	″	۱۷	۵۵	″	″	″	″
۲۳	۲۷	″	۴۶	″	۴۴	۲۳	۲۸	″	۸	″	۳۸	″	۳۷	″	۴۵	″	۳۲
۲۴	۲۸	″	۴۷	″	۴۳	۲۴	۲۹	″	۷	″	″	″	۱۹	″	″	″	″
۲۵	۲۹	″	″	″	۴۲	۲۵	۳۰	″	۶	″	″	″	۰	″	″	″	۳۳
۲۶	۳۰	″	۴۸	″	۴۱	۲۶	۳۱	″	۴	″	۳۷	۱۶	۴۲	″	″	″	″
۲۷	۳۱	″	۴۹	″	۴۰	۲۷	یکم اپریل	″	۳	″	″	″	۲۴	″	۴۶	″	۳۴
۲۸	[illegible]	″	″	″	۳۹	۲۸	۲	″	۲	″	″	″	۶	″	″	″	″
۲۹	۲	۷	۵۰	۲	۳۸	۲۹	۳	۶	۱	۱۱	۳۶	۱۵	۴۷	۴	″	۶	۳۵